صدر پاکستان کی متنازعہ کتاب

صدر جنرل پرویز مشرف نے اپنی یاداشتوں پر مشتمل کتاب کو جس طرح امریکہ سمیت پوری دنیا میں مشتہر کیا۔ قبل ازیں کسی بھی پاکستانی مصنف یا کتاب کو اتنی عالمی شہرت اور پذیرائی نہیں ملی۔ اب یہی کتاب ''سب سے پہلے پاکستان'' کے عنوان سے اردو میں بھی چھپ چکی ہے اور حکومتی میڈیا اس کی مارکیٹنگ کے لئے دن رات مہم چلا رہا ہے۔ کتاب لکھنا اور پڑھنا ہمارے شاندار علمی کلچر کا حصہ ہے اور دنیا کا ہر مذہب اس علمی روایت کی قدر دانی کرتا ہے لیکن اس کتاب کی نوعیت باقی کتب سے کافی مختلف ہے۔ اس کتاب کے مالی فوائد کی پہلی قسط لاکھوں ڈالر کی صورت میں صدر صاحب نے وصول کرلی ہے اور سنا ہے کہ اس خطیر رقم سے انہوں نے کوئی ٹرسٹ بھی قائم کردیا ہے۔ ٹرسٹ کی نوعیت کیا ہوگی اور اس سے ملک وقوم کو کیا فوائد پہنچیں گے؟ اس کا تو ابھی اندازہ نہیں، البتہ کتاب کے فوائد اور نقصانات جو صدر کی ذات اور پاکستانی قوم کو مل رہے ہیں وہ ایک ایک کرکے سامنے آرہے ہیں۔ کتاب کا انتساب صدر نے پاکستانی قوم کے نام کیا ہے حالانکہ اس میں ایسے ایسے پوشیدہ قومی رازوں کو طشت ازبام کیا گیا ہے جس کی مثال اس سے قبل نہیں ملتی۔ کتاب کے مندرجات اس وقت بیشتر ممالک میں زیر بحث ہیں اور ہر کوئی اس پر اپنے اپنے انداز سے تبصرے کررہا ہے مگر ہمارے نزدیک اس کتاب کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ پاکستان کے اہم ترین منصب پر فائز مصنف کی اس کتاب میں قومی سلامتی کے تقاضوں کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ صدر پاکستان جب آئی ایس آئی کے مشکوک کردار پر بات کرے گا تو امریکہ بھارت اسرائیل اور دیگر اسلام دشمن ممالک پاکستانی افواج کو ''روگ آرمی'' کے لقب سے کیوں نہ یاد کریں گے۔ جس ملک کا سربراہ یہ کہے کہ ہم امریکہ سے رقم لیکر ''دہشت گردوں'' کو اس کے حوالے کرتے رہے ہیں تو اس ملک کی عزت وقار تشخص اور دینی حمیت کی بربادی کے لئے اور کس حملے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ معاملہ اگر یہیں تک رہتا تو اسے صدر کی روشن خیالی سمجھ کر برداشت کیا جاسکتا تھا مگر انہوں نے محسن پاکستان فخرِ ملتِ اسلامیہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو جن نازیبا کلمات سے یاد کیا ہے وہ یقیناً پوری قوم کے جذبات کی توہین ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ذاتی شہرت دولت اور امریکہ کی نظروں میں ''گڈ دل'' کے لئے کوئی شخص اس حد تک بھی جاسکتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ''ڈاکٹر خاں نے قومی سلامتی کے خلاف غیر قانونی ایٹمی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ وہ پہلے میرے ہیرو تھے اب نہیں وہ دولت اور شہرت کے بھوکے ہیں'' وغیرہ وغیرہ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ یکطرفہ الزامات ہیں ڈاکٹر خان ہمارے متفقہ قومی ہیرو ہیں۔ انہوں نے پاکستان کی سرزمین کو دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ کیا۔ واحد اسلامی مملکت کو ایٹمی قوت بنایا۔ جہاں تک ان پر غیر قانونی کاروبار کا الزام ہے تو پاکستان سمیت دنیا کے کس ملک نے ایٹمی صلاحیت ''قانونی دائروں'' میں رہ کر حاصل کی ہے؟ خدانخواستہ اس طرح کی سرگرمیاں تھیں بھی تو انہیں دشمن قوتوں کے سامنے یوں اچھالنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر خان اسلام دشمن حکومتوں اور قوموں کا مشترکہ دشمن ہے اور یہ منفرد اعزاز اسے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ صدر مشرف نے اگر انہیں نازیبا کلمات سے یاد کیا ہے تو انہوں نے آسمان پر تھوکنے کی کوشش کی ہے۔ صدر کی حب وطنی اور حمیت اسلامی کا بھانڈہ انہوں نے خود پھوڑ دیا ہے۔ تاریخ بتائے گی کہ اقتدار پر قبضہ کرنے والے سچے ہیں یا بیماری کی حالت میں نظر بند ڈاکٹر عبدالقدیر خان! لیکن حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی قوم کے دلوں میں اس کے ہیرو کی توہین کرنے والوں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

ڈاکٹر علی اکبر قادری

فکرِ آخرت اور علاماتِ قیامت

شہر اعتکاف سے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا پہلا خطاب

ترتیب وتدوین: محمد یوسف (منہاجین)

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ. (القمر، ۵۴: ۱)

''قیامت قریب آ پہنچی اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا''۔

یہ کلام رب کائنات ہے اور اس کا کلام ہے جس نے قیامت برپا کرنی ہے۔ اس کی بات سچی ہوتی ہے کبھی غلط نہیں ہوتی، اس کا وعدہ، اس کا اعلان حق ہوتا ہے۔ قیامت کے قریب آنے کا اعلان حضور ﷺ کی زبان سے کروایا گیا کہ قیامت قریب آ پہنچی اور اس کی علامت یہ بیان کی کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور یہ قیامت کے قرب کی پہلی علامت تھی جو علی الاعلان حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ کے دستِ اقدس سے ظاہر سے ہونے والے عظیم معجزے کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام. (الرحمن: ۲۶، ۲۷)

''ہر کوئی جو بھی زمین پر ہے فنا ہوجانے والا ہے اور آپ کے رب ہی کی ذات باقی رہے گی جو صاحب عظمت وجلال اور صاحب انعام واکرام ہے''۔

اس آیت کے اندر موجود پیغام یہ ہے کہ ہم باقی نہیں ہیں، ہم آئے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک نے چلے جانا ہے، ہم فانی ہیں۔ باقی صرف رب ذوالجلال نے رہنا ہے۔ ہم زندگی اس طرح گزار رہے ہیں جس طرح کوئی باقی رہ جانے والا زندگی گزارتا ہے، ہم زندگی اس احساس کے ساتھ گزار رہے ہیں کہ ہم نے گزرنا نہیں ہے، ہم نے باقی رہنا ہے حالانکہ اللہ نے اعلان فرما رکھا ہے کہ باقی صرف میں رہوں گا۔ ذہن میں خیال آتا ہے کہ جب قیامت قریب آ پہنچی تو کیسے آئے گی اور کب آئے گی؟ اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا. (محمد: ۱۸)

''تو اب یہ (منکر) لوگ صرف قیامت ہی کا انتظار کررہے ہیں کہ وہ ان پر اچانک آ پہنچے؟ سو واقعی اس کی نشانیاں (قریب) آ پہنچی ہیں''۔

تم کیا انتظار کرتے ہو، کیا غفلت میں پڑے ہو کہ قیامت کب آئے گی، وہ یکلخت آجائے گی اور تمہیں ہوش بھی نہ ہوگا اور تمہیں بتا کر نہیں آئے گی لیکن تمہیں اتنا بتائے دیتے ہیں کہ اس کے قرب کی نشانیاں آچکی ہیں اور جب کسی کی آمد کی نشانیاں ظاہر ہوجائیں تو پھر اس کے اپنے آنے میں زیادہ دیر نہیں ہوتی۔ سو اب قیامت میں زیادہ دیر نہیں ہے۔ حضور ﷺ، صحابہ کرام کو یہ فرما کر آگے تشریف لے گئے کہ میں آگے جاتا ہوں تاکہ اپنی امت کے لئے تیاری

کروں چونکہ بڑے مشکل مرحلے آنے والے ہیں اور ہمیں ان کا ادراک نہیں ہے۔ قیامت کا آنا ایک ہی حقیقت ہے مگر اللہ نے قرآن پاک میں اسے کثرت سے دہرایا ہے تاکہ ہمارے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہوجائے لیکن ہم سب سے بڑھ کر اسی بات کو بھولے ہوئے ہیں۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى. (طٰه:١٥)

''بے شک قیامت کی گھڑی آنے والی ہے، میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر جان کو اس عمل کا بدلہ دیا جائے جس کے لئے وہ کوشاں ہے''۔

اگر ظاہر کردیا جائے کہ فلاں وقت میں قیامت آئے گی تو لوگ اسے دیکھ کر اپنے اعمال کا تعین کرلیں گے، اللہ نے صرف ایک بات بتادی کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے لوگو! غفلت میں نہ رہنا لیکن ہم غفلت میں ہیں۔ قیامت کے آنے کے وقت کو رب چھپانا چاہتا ہے تاکہ لوگ صرف اتنی بات جان کر کہ قیامت آنے والی ہے اپنے عمل کو درست کرلیں، اپنی راہ سنوار لیں، اپنے اعمال کو درست کرلیں۔ پھر ارشاد فرمایا:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِىْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ. (الانبياء:١)

''لوگوں کے لئے ان کے حساب کا وقت قریب آپہنچا مگر وہ غفلت میں (پڑے طاعت سے) منہ پھیرے ہوئے ہیں''۔

اگر اللہ کے کہے ہوئے پر یقین آتا ہے تو قرآن سے بڑھ کر کوئی قول نہیں ہے جس کا یقین کیا جائے لیکن یہ بات ہمارے اندر جگہ نہ پاسکی اگر یہ بات ہمارے دل میں اتر جاتی تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگو جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ لو اور جو کچھ میں سنتا ہوں اگر تم سن لو تو تم ہنستے کم اور ہر وقت روتے نظر آتے اور تمہارا یہ حال ہوجاتا کہ تم شہروں کو چھوڑ کر جنگلوں کی طرف نکل جاتے، تم پر دیوانگی طاری ہوجاتی۔

چونکہ ہم دیکھتے اور سنتے نہیں ہیں اس لئے غافل ہیں، بے پرواہ اور بے خبر ہیں۔ پوری کائنات کے لئے قیامت کا وقت کونسا ہے اسے تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر جس کی موت آگئی اس کی قیامت اسی شام سے شروع ہوگئی چونکہ موت کے لمحے کے بعد پھر زندگی کو بدلنے کا موقع نہ رہے گا، زندگی ہی نہ رہے گی تو بدلنا کیسے ہے۔ موت کے لمحے کے بعد خود کو سنوارنے کی کوئی مہلت نہ ہوگی، موت کے لمحے کے بعد اپنے اعمال درست کرنے کا کوئی وقت نہ ملے گا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اگلے سال اس موقع پر ہم میں سے کون ہوگا اور کون نہیں ہوگا، کسی کو کچھ خبر نہیں۔ اس لئے جو وقت ملا ہے اس کو غنیمت جان لو اور زندگی بدلنے، اعمال کو سنوارنے کے فیصلے کو موخر نہ کرو۔

ہمارے لوگ یعنی اہل سنت جن کو اللہ نے اچھے عقیدہ کی نعمت دے رکھی ہے اور عقیدت بھی اچھی دے رکھی ہے مگر عمل کی طرف سے الا ماشاء اللہ بہت غافل ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کے وابستگان اس تصور کو وظیفہ بنالیں کہ ہم عرصہ محشر میں ہیں، حشر برپا ہوگیا ہے اور ہر کوئی نقارہ حشر بجنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اس موقع پر اس شخص کے بارے میں سوچیں کہ جو حشر میں آکھڑا ہوا ہے مگر اس کے پاس عمل کوئی نہیں، اس کے پاس کچھ ایسا سامان بھی نہیں کہ حضور ﷺ کو چہرہ دکھاسکے۔ اس کے پاس اتنا کچھ بھی نہیں کہ میزان (ترازو) پر کامیابی کی امید کرسکے۔ اس کے پاس اتنا سامان نہیں کہ پل صراط سے عافیت کے ساتھ گزرنے کا اہتمام کرسکے اس کے پاس اتنا سامان نہیں کہ اللہ کے سامنے حساب و کتاب کے لئے پیش ہوسکے۔ ایسے شخص کا حال کیا ہوگا۔

ہر شخص یہ سوچے کہ یہ شخص میں ہوں، میری تیاری، میرے اعمال اللہ کے حضور پیش کرنے کے قابل ہیں اور نہ ہی حضور ﷺ کو چہرہ دکھانے کے قابل ہوں اور قیامت قریب ہے۔ جب ہر شخص اس تصور کو آنکھوں کے سامنے رکھے گا تو بے پروائی ختم ہوجائے گی۔

Scanned with CamScanner

اب دیر کی گنجائش نہیں ہے، کبھی مجھے یہ خیال آتا ہے کہ میں ہی بیکار تھا کہ میری سنگت آپ کو بدل نہ سکی کاش کسی اچھے کی سنگت آپ کو مل جاتی کم از کم آپ بدل تو جاتے اگر کچھ لوگ نہیں بدلے تو قصور ان کا نہیں ہے بلکہ میرا نقص ہے، میں اس قابل نہ تھا۔ آؤ ہم مل کر ایک دوسرے کی لاج رکھ لیں۔ آپ مجھ پر پردہ ڈال دیں، میں آپ پر پردہ ڈال دوں۔ لوگو! اس وقت کو یاد کرو جب لوگ دفنا کر چلے جائیں گے، خاندان، اولاد اور بیوی بچے، جن کے لئے ہم زندگی گزار رہے ہیں، روح کے جسم کے اندر سے نکلتے ہی یہ احباب ایک شام بھی ہمیں گھر میں نہ رکھیں گے، جن کے لئے وراثت بناتے ہیں، مال کماتے ہیں، جن کے لئے آخرت بھول گئی اور دنیا میں کھوگئے، یہ سب ادھر رہ جائیں گے اور روانگی کے وقت ہاتھ خالی ہوں گے۔ آخرت کی کمائی کے علاوہ ساتھ کچھ بھی نہ جائے گا اور جن کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں وہ شام بھی گھر میں نہ رہنے دیں گے۔۔۔ کہیں گے لاش گل رہی ہے، رنگ بدل رہا ہے، بو آئے گی اس لئے جلدی لے جاؤ، گھر سے نکال دیں گے۔ اس وقت وہ پیاری اولادیں، پیارے رشتے، محبت کا دم بھرنے والے کہاں گئے، پھر آپ کے ساتھ جائیں گے اور مٹی کے سپرد کر کے آجائیں گے، قبر کے اندر کوئی نہ جائے گا۔ یہ دنیا کی سنگتوں کا اختتام ہے۔ جن کے لئے زندگی گزاری ان کا ساتھ تو یہاں تک تھا۔

مرنے والے اب اسی شام سے تیری قیامت آگئی اقتربت الساعۃ، تیرے حساب کا وقت آپہنچا، باقیوں کا اپنے اپنے وقت پر آتا رہے گا۔ اس لمحے حساب و کتاب کی جب ابتداء ہوگی تو ایک طرف فرشتے آئیں گے اور دوسری طرف حضور ﷺ کا چہرہ انور دکھائی دے گا۔ وہ اس وقت بھی امتی کو نہ چھوڑیں گے، اس وقت امتی کو وہی ایک ہی سہارا نظر آئے گا، اب سوچیں کہ ہم ان کو بھی چہرہ دکھانے کے قابل ہیں یا نہیں۔ لوگو! جس کی تیاری اچھی نہ ہوگی، حضور ﷺ کے چہرے کو دیکھنے کے باوجود نہ پہچان سکے گا۔۔۔ ڈریں اس لمحے سے کہ کہیں زبان سے یہ نہ نکل جائے کہ یہ کون ہیں۔ اس تیاری کا وقت ابھی ہمارے پاس ہے، میں کم از کم 70 ہزار افراد بدلے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس تبدیلی کی نوعیت کے بارے کوئی پیمانہ مقرر نہیں کرتا صرف ایک جملہ کہوں گا کہ ایسے افراد ہوں جب کوئی ان کو سنے، ان کے ساتھ بات کرے، ان کے ساتھ بیٹھے، ان کے ساتھ معاملہ کرے اور ان کو دیکھے تو کہے کہ کوئی اللہ والا آرہا ہے۔ صرف یہ پیمانہ ہے کہ لوگ دیکھیں تو کہیں کہ اللہ والا آرہا ہے۔ صالحین آرہے ہیں، کیا اجتماعی طور پر ہم میں سے کوئی الا ماشاء اللہ اس قابل ہے کہ اس کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے اور یہ تاثر ابھرے کہ یہ اللہ والے ہیں، صالحین ہیں، اگر جواب نفی میں ہے تو اللہ سے معافی مانگیں کہ ہم ناکام ہوگئے۔

آج سیدنا جعفر صادقؓ کی سنت پر عمل کرتے ہیں، آپؓ اہل مجلس سے ایک وعدہ لیتے تھے اور فرماتے کہ وعدہ کرو کہ اگر تم بخشے گئے تو مجھے بخشوالینا، میری بخشش کی سفارش کر دینا اور اگر میں بخشا گیا تو تمہاری سفارش کر دوں گا۔ اس لئے کہ حساب کا وقت قریب آپہنچا وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ اور وہ غفلت میں (پڑے طاعت سے) منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ یہ زندگی اور یہ دنیا جس کے لئے ہم سب کچھ برباد کر رہے ہیں اور سب کچھ قربان کر رہے ہیں اور جس کی خاطر ہم جی بھی رہے ہیں اور مر بھی رہے ہیں، قیامت کے مقابلے میں اس دنیا کی زندگی بہت کم ہے، اس دنیا کی مدت بارے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ قیامت کا دن ہوگا، اللہ اہل محشر سے پوچھے گا:

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ. (المومنون: 112)

"(ہم سے پوچھا جائے گا) ارشاد ہوگا کہ تم زمین میں برسوں کے شمار سے کتنی مدت ٹھہرے رہے ہو"۔

جب قیامت کی طوالت پر نظر پڑے گی تو اس وقت سمجھ آئے گی کہ اصل زندگی کیا ہے؟ اصل عرصہ حیات کیا ہے؟ وہ قیامت کی طوالت کو دیکھنے کے بعد کہیں گے۔

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْبَعْضَ يَوْمٍ فَاسْاَلِ الْعَآدِّيْنَ. (المومنون: ۱۱۳)

''ہم ایک دن یا اس کا کچھ حصہ ٹھہرے (ہوں گے) آپ اعداد وشمار کرنے والوں سے پوچھ لیں''۔

ان کا یہ جواب اس لئے ہوگا کیونکہ اصل زندگی کو تو اس سے قبل دیکھا نہ ہوگا۔ نیز قیامت کا دن 50 ہزار سال کا ہوگا۔ ہم نے اس سے قبل سراب دیکھا ہے، دھوکا دیکھا ہے، ہم نے فریب و دجل کو اصل زندگی سمجھ لیا ہے اور اس کے دھوکے میں آ گئے ہیں۔ شیطان نے دنیا اور اس کے اندر موجود اشیاء کو آراستہ کرکے ہمارے سامنے رکھ دیا ہے، جس وجہ سے ہم کسی اور شے کو دیکھتے ہی نہیں۔ ہم نے اس چار روزہ زندگی کو اصل زندگی سمجھ لیا ہے حالانکہ اصل زندگی موت کی شام سے شروع ہونے والی ہے۔

کتب حدیث میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ کی تعلیمات کا یہ نتیجہ نکلا کہ جب لوگ 40/50 برس کو پہنچتے تو سب کام چھوڑ کر صرف آخرت کی تیاری میں لگ جاتے۔

آج ہمیں اپنی زندگی کے 40/50 یا 60 سال نظر آرہے ہیں اور یہی دھوکہ ہے اس لئے کہ اگلے مرحلہ کو ابھی دیکھا نہیں ہے اور اس قلیل مدت کے عیش و آرام کے لئے سب کچھ جھونک دیا ہے اور جب اصل زندگی شروع ہوگی تو اس وقت پاس کچھ بھی نہ ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص کتاب لکھے اور سارا کچھ اس کتاب کے دیباچے میں ذکر کردے اور جب اصل کتاب شروع ہو تو اس کے پاس لکھنے کا کوئی مواد موجود نہ ہو۔ ہم نے اپنی ساری مساعی اس لمحے میں صرف کردی جب اصل زندگی شروع ہوگی تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ ان کا یہ جواب سن کر کہ ہم ایک دن یا اس کا کچھ حصہ ٹھہرے، اللہ فرمائے گا:

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (المومنون: ۱۱۴)

''ارشاد ہوگا (ہاں) تم (وہاں) نہیں ٹھہرے مگر بہت ہی تھوڑا عرصہ کاش! تم (یہ بات) وہیں جان جاتے''۔

اللہ رب العزت نے جو جملہ وہاں ارشاد فرمانا تھا وہ ہمیں بتادیا، یہ اس کا کرم ہے کہ اس امت کے لئے سارے پرچے پہلے ہی کھول دیئے اور یہ حضور ﷺ کا صدقہ ہے، کسی اور امت کو یہ انعام نصیب نہیں ہوا حتی کہ قبر کی شام جو امتحان ہونا ہے وہ سوالات بھی بتادیئے مگر ہم ہیں کہ ہم اپنی زندگی میں اس کے ایک کرم کا بھی حیا نہیں، نہ شرم ہے نہ بھرم ہے۔ یہ جو تم آج کہہ رہے ہو کہ ایک دن یا اس کا تھوڑا حصہ ٹھہرے ہیں۔ اللہ رب العزت فرمائے گا ''کاش تمہیں اس حقیقت کا اس وقت پتہ چل جاتا کہ اصل زندگی تو آگے آنے والی ہے جو تھوڑا سا لمحہ تھا اس پر سب کچھ صرف کردیا اور ان کے لئے صرف کردیا جنہوں نے مٹی میں دفنانے تک ساتھ دینا ہے''۔

پھر ارشاد فرمایا جائے گا۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ. (المومنون: ۱۱۵)

''سو تم نے یہ خیال کرلیا تھا کہ ہم نے تمہیں بیکار (وبے مقصد) پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آ ؤ گے''۔

اس کی طرف واپس پلٹ کر جانا، یہ بات ہمارے عقیدہ میں صرف اس حد تک ہے کہ صرف ذہن میں موجود ہے دل پر ثبت نہیں ہے۔ پھر ارشاد فرمایا:

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ. قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَاللهِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا. (الاحزاب: ۶۳)

''لوگ آپ سے قیامت کے (وقت کے) بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ فرمادیجئے اس کا علم تو اللہ ہی کے

پاس ہے اور آپ کو کس نے آگاہ کیا شاید قیامت قریب ہی آ چکی ہو"۔

قیامت کے متعلق یقین کا فقدان

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّارَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ. (المومن: ۵۹)

"بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، لیکن اکثر لوگ یقین نہیں رکھتے"۔

یقین نہ کرنا ہماری خرابی ہے، یقین دو طرح کا ہوتا ہے۔ ۱۔ یقین اعتقاد ۲۔ یقین استحضار

یقین اعتقاد کی نفی کافروں کے لئے ہے اور یقین استحضار کی نفی ہمارے حال کے لئے ہے۔ ہم ایمان کے درجے میں، عقیدہ کی حد تک یقین رکھتے ہیں۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ. (البقرہ: ۴) "اور وہ آخرت پر بھی (کامل) یقین رکھتے ہیں"۔

مگر اس یقین کا استحضار قلبی، استحضار ذہنی اور استحضار نظری نہیں بنتا۔ یعنی یہ کیفیت نہیں بنتی گویا آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ امام حسن بصری اور اس کے زمانے کے بہت سارے لوگ ایسے تھے جن کے بارے تابعین اور تبع تابعین لکھتے ہیں کہ اگر ان کے حال اور ان کے خوف وخشیت کی صورت کو دیکھ کر ایسا لگتا کہ شاید قیامت کے دن کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ان پر یہ حال طاری رہتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاں ہر رات لوگوں کا ایک حلقہ جمع ہوتا اور ہر رات ذکر آخرت ہوتا اور آہ وبکار رہتی اور کئی بار حضرت عمر بن عبدالعزیز قیامت کے احوال کا سن کر تڑپتے، بے ہوش ہوکر گر پڑتے اور اہل مجلس ان پر پانی چھڑک کر ہوش میں لاتے۔ یہ وہ کیفیت ہے جس کا ہمارے ہاں فقدان ہے۔ اس لئے کہ ہمارے قلب میں استحضار نہیں ہے، یقین عقیدہ میں ضرور موجود ہے مگر دل کو وہ پختگی نہیں جیسے آنکھوں سے دیکھ کر کسی چیز پر پختگی حاصل ہوتی ہے۔ اور پھر جب انسان کو استحضار نظری حاصل ہو تو اس کی کیفیات اور اثرات باطن پر وارد ہوتے ہیں اور وہ اثرات زندگی میں علامات بن کر ظاہر ہوتے ہیں جیسے کوئی جج کسی کو جرم کی پاداش میں سزائے موت دے دے اور وہ کوٹھڑی میں چلا جائے نیز سزائے موت کی تاریخ مقرر ہوجائے اب اس فیصلے سے لے کر پھانسی چڑھنے کے لمحے تک آپ اندازہ کریں کہ اس مجرم کا حال کیا ہوگا، اس کیفیت کو یقین کہتے ہیں۔ فیصلہ ہونے تک اس کا یقین نہیں تھا، تذبذب تھا، معلوم نہیں کہ چھوٹ جاؤں یا سزا ہوجائے یا سزائے موت ہوجائے یا عمر قید ہوجائے مگر جب فیصلہ سنادیا، تاریخ اور وقت مقرر ہوگیا اور جوں جوں وقت قریب آتا جاتا ہے اس کا ہر لمحہ قیامت بنتا جاتا ہے اس لئے کہ اسے جج کی طرف سے لکھے گئے فیصلے پر یقین ہے کہ یہ ہوکر رہے گا۔

ایک ہم بھی قیدی ہیں، ہمارے لئے بھی اُس مصنفِ اعظم نے اعلان سنادیا ہے کہ اقتربت الساعۃ تم غفلت میں ہو اور تمہارے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے۔ مگر کبھی بھی اس حساب کے وقت کے قریب آنے کے ذرہ بھر اثرات بھی ہماری زندگیوں پر وارد نہیں ہوتے، کبھی یہ نہیں ہوا کہ ہمارا دل لرز جائے۔۔۔ کبھی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔ کبھی ہم تڑپ اٹھیں۔۔۔ کبھی اپنے اعمال اور احوال حیات بدلنے کا فیصلہ کرلیں کہ وقت قریب آ گیا ہے، اللہ کے حضور پیش ہونا ہے، ہمیں اس پیشی کا فکر ہی نہیں اور فکر اس لئے نہیں کہ یقین کی وہ کیفیت حاصل نہیں جو یقین اللہ چاہتا ہے۔ دلائل پر یقین ہے، عقائد پر یقین ہے، نظریاتی یقین ہے مگر وہ یقین نہیں جو کیفیت اولیاء اللہ کو نصیب ہوتی تھی۔ ارشاد فرمایا:

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. (یٰسن: ۴۸)

"اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو"۔

اس بارے اعتقادی تشکیک کفار کو تھی اور اس تشکیک کا نتیجہ کہ انسان بے فکر ہو جاتا ہے یہ کیفیت ہم پر طاری ہے اور قیامت کے وقت کے قریب آ جانے کے یقین نے ہماری ذہنی، فکری، قلبی استحضار کی کیفیت کی صورت ہماری زندگی کو اپنی لپیٹ میں نہیں لیا اور اس یقین کے آ جانے سے ہمارا جو حال ہونا چاہئے تھا ہم اس حال کی طرف ہی نہیں جا رہے اور پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ ارشاد ہوتا ہے:

مَايَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ. (یٰس: ۴۹)

''وہ لوگ صرف ایک سخت چنگھاڑ کے منتظر ہیں جو انہیں اچانک آ کر پکڑ لے گی اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے''۔

موت اس قیامت کا تمثیلی نظارہ ہے، جس طرح موت کا لمحہ جب آئے گا تو کوئی اس لمحہ سے بچ نہیں سکتا اور دیکھتے ہی دیکھتے روح جب قفسِ عنصری سے پرواز کرتی ہے، اس کے سارے منصوبے، تیاریاں، دنیا کے حرص و لالچ، غیض و غضب، نفرتیں، کدورتیں، دوست احباب و رشتہ داروں سے حسد، بغض اور عداوتیں ختم ہو جاتی ہیں اور دنیا کی چاہتیں، رغبتیں، شہوتیں اور الغرض وہ تمام خواہشات جن کے لئے وہ مارا مارا پھرتا تھا چشم زدن میں موت کے لمحہ میں سب دھرے کا دھرا رہ گیا اور وہ شخص بے سہارا، بے آسرا رخصت ہو جاتا ہے۔ ہر روز ہم لوگوں کو مرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ ہر روز ہم جنازے پڑھتے ہیں، ہر روز تدفین کرتے ہیں مگر اتنی بار موت کی صورت میں ہم قیامت کو دیکھتے ہیں مگر اس قیامت کا اثر ہمارے قلب و باطن پر نہیں ہوتا۔ موت کے آنے کے وقت بھی لوگ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ یہ دنیا کے جھگڑے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ ہماری ساری زندگی جھگڑوں، نفرتوں، کدورتوں کی ہے۔ مزید ارشاد فرمایا:

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَا اِلٰى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ. (یٰس: ۵۰)

''پھر تو وہ وصیت کرنے کے قابل بھی نہ رہیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس پلٹ سکیں گے''۔

اتنی مہلت بھی نہ ملے گی کہ کہیں کہ اے موت، اے لمحہ قیامت ایک لمحہ رک جا، میں ذرا وصیت کرلوں، سب کچھ دھرے کا دھرا رہ جائے گا اور جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے اور جب روز محشر کی ہولناکیاں دیکھیں گے تو کہیں گے:

قَالُوْا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَاوَعَدَالرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْن. (یٰس: ۵۲)

''ہائے ہماری کم بختی ہمیں کس نے ہماری خوابگاہوں سے اٹھادیا (یہ زندہ ہونا) وہی تو ہے جس کا خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا''۔

اس کریم کی کرم نوازیاں اتنی ہیں کہ ہر ایک بات بتادی، ہمارا کام ہے صرف اس پر یقین کرنا اور پھر اس کے لئے تیاری کرنا، ہم نہ یقین کر رہے ہیں نہ تیاری کر رہے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْظُرُ هٰؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّالَهَا مِنْ فَوَاقٍ. (صٓ: ۱۵)

''اور یہ سب لوگ ایک نہایت سخت آواز (چنگھاڑ) کا انتظار کر رہے ہیں جس میں کچھ بھی توقف نہ ہوگا''۔

ہم سب لوگ انتظار کر رہے ہیں، موت کا بھی انتظار کر رہے ہیں، قیامت کے لمحہ کا بھی انتظار ہے اور اس لمحہ میں کچھ بھی توقف نہ ہوگا، پھر سوچ بدلنے کی بھی مہلت نہ ہوگی، عمل بدلنا تو دور کی بات۔ ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ وَمَايُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ. (الشوریٰ: ۱۷)

''اللہ وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی اور عدل و انصاف کا ترازو بھی اتارا اور آپ کو کس نے خبردار کیا، شاید قیامت قریب ہی ہو''۔

پھر ارشاد فرمایا:

وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ. (القمر: ۵۰)

''اور ہمارا حکم تو فقط یکبارگی واقع ہو جاتا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا ہے''۔

موت، قیامت صغریٰ ہے، جس طرح آنکھ جھپکنے میں دیر نہیں لگتی، قیامت کے آنے میں دیر نہ لگے گی، برپا ہوجائے گی پھر ارشاد فرمایا:

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ، فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ. (المدثر: ۸،۹)

''پھر جب (دوبارہ) صور میں پھونک ماری جائے گی سو وہ دن یعنی روز قیامت بڑا ہی سخت دن ہوگا''۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں جابجا فرمارہے ہیں کہ قیامت قریب آچکی اس لئے کہ اس کی علامات آچکی ہیں۔ حضور ﷺ نے ان علامات کو اپنی مختلف احادیث میں بیان فرمایا۔ اس تمام گفتگو کا مقصود ''قیامت قریب ہے'' اس یقین کو دل و دماغ میں راسخ کرنا ہے اور جس کے دل میں ''قیامت قریب ہے'' کا تصور نہ بیٹھے وہ کم از کم یہ دل و دماغ میں بٹھالے کہ موت قریب ہے اور قیامت قریب ہے کا تصور سمجھ میں نہ آسکنے کی وجہ سے جو اپنے اندر تغیر احوال نہ کرسکے، اسکی سوچ معلق رہے، تذبذب میں رہے تو اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ ایک قیامت وہ ہر روز دیکھتا ہے کہ موت قریب آچکی اور موت تو اتنی دور بھی نہیں جتنا ایک قدم کے بعد دوسرا قدم ہے۔ کسی لمحے بھی موت آسکتی ہے۔ حضور ﷺ نے قرب قیامت کی علامات بیان فرمائیں، میں ان میں سے ان علامات کو بیان کروں گا جن کا تعلق ہماری زندگیوں سے ہے۔ قرب قیامت کی علامات کی کئی اقسام ہیں۔۔۔ واقعات کی شکل میں بھی علامات ہیں۔۔۔ حادثات کی شکل میں بھی علامات ہیں۔۔۔ جنگوں کے واقعات کی شکل میں بھی علامات ہیں۔۔۔ اس طرح زلزلوں کی شکل میں بھی علامات قیامت ہیں مگر میں اس وقت صرف ان اقسام میں ایک قسم لے رہا ہوں جن کا تعلق ہماری اخلاقی، سماجی، معاشرتی اور روزمرہ زندگی سے ہے اور جن علامات کو ہم روز دیکھتے، سنتے اور تجربہ کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ علامات ظاہر ہوجائیں تو سمجھ لینا قیامت قریب آگئی ہے۔

مال کی کثرت

عن ابوھریرۃ قال قال رسول اللہ لا تقوم الساعۃ حتی یقبض العلم وتکثر الزلازل ویتقارب الزمان وتظھر الفتن ویکثر الحرج وھو القتل حتی یکثر فیکم المال. (الصحیح البخاری، جلد ۶ ص ۲۵۹۰ حدیث ۶۶۵۲)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک یہ علامات ظاہر نہ ہوں۔ علم اٹھالیا جائے گا، (علم سے مراد علم نافع ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جہالت عام ہوگی) زلزلے کثرت کے ساتھ ہوں گے، زمانہ متقارب ہوجائے گا (یعنی زمانے کی اکائیاں سکڑ جائیں گی) فتنے کثرت سے ظاہر ہوں گے، حرج (قتل و غارت گری) کثرت سے ہوگا اور مال کی کثرت ہوجائے گی''۔

خود دیکھ لیں کہ اگر گھروں میں مالی تنگدستی ہے تو اس کے اسباب اور ہیں، اس کے اسباب یا مہنگائی ہے یا ہمارا معیار زندگی ہے مگر مال کا اندازہ کریں کہ جو آمدنی آج سے 10/15 سال پہلے لوگوں کی تھی آج اس سے بڑھ کر ہے۔ اگر اس کے باوجود تنگدستی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے برکت اٹھ گئی ہے اور برکت اٹھنے کی کئی شکلیں ہیں کہ ہم نے وبال جان اپنے لئے زیادہ بنالئے ہیں۔ مال ہے مگر آسودگی و راحت وہ نہیں جو کم مال کے زمانے میں تھی۔

Scanned with CamScanner

وقت کا سکڑنا

حضرت سعید بن میسب سے روایت ہے کہ

من اشراط الساعة تقارب الزمان قیل یارسول اللہؐ وما تقارب الزمان قال فتکون سنة کالشھر والشھر کالجمعة وتکون الجمعة کالیوم والیوم کالساعة. (الصحیح البخاری جلد ۱، ص ۳۵۰ حدیث ۹۸۹)

’’قربِ قیامت کی علامات میں سے ایک علامت زمانوں کا قریب ہوجانا ہے حضور ﷺ سے پوچھا گیا یارسول اللہ زمانوں کا تقارب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمانے کی برکت اس طرح اٹھ جائے گی کہ ایسے لگے گا کہ سال مہینے کی طرح گزر گیا، مہینہ، ہفتہ کی طرح گزر گیا اور ہفتہ ایک دن میں گزر گیا اور ایک دن، ایک ساعت میں گزر گیا‘‘۔

ہر شخص کہتا ہے کہ وقت تیزی سے گزر رہا ہے یہ تقارب زمان ہے جو عملاً ہماری زندگیوں میں واقع ہوچکا اور یہ قیامت کی آمد کی نشانیوں میں ہے۔

حضرت انس بن مالک سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان بین یدی الساعة سنین کالشھور و شھور کالجمعة والجمعة کالایام والایام کالساعات والساعات کالشرر النار. (سنن ترمذی جلد ۴، ص ۵۷۶، حدیث ۲۳۳۲)

’’قیامت کے قرب کی علامت یہ ہے کہ سال مہینوں کی طرح گزر جائیں گے اور مہینے جمعوں کی طرح اور جمعے دنوں کی طرح اور دن لمحوں کی طرح اور لمحے آگ کی چنگاری کی مانند گزر جائیں گے‘‘۔

مال اور کتب کی کثرت

حضرت امام حسن بصری سے مرسلاً روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان من اشراط الساعة ان یفیض المال ویکثر التجار ویظھر العلم یعنی الکتاب. (الصحیح البخاری، جلد ۱، ص ۴۴ حدیث ۸۵)

’’قیامت کے قریب آنے کی علامت یہ ہے کہ مال بڑھ جائے گا اور سوسائٹی میں تاجروں کی اکثریت ہوگی اور علم غالب ہوجائے گا یعنی کتابوں کی کثرت ہوگی (ایک حدیث میں لفظ التجارہ آیا ہے یعنی تجارت بہت بڑھ جائے گی اس کا مطلب ہے کہ مال بڑھ جائے گا، تجارت بڑھ جائے گی، معاشی سرگرمیاں بڑھ جائیں گی، امیر، امیر تر ہوتے ہیں غریب، غریب تر ہوتے ہیں یہ نظام سلطنت ہے یہ الگ بات ہے مگر سوسائٹی میں آپ ملکوں کے بجٹ، ہر گھر کا بجٹ دکان کا بجٹ دیکھ لیں ہر چیز میں کئی گنا اضافہ ہوچکا ہے۔ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ معاشی پریشانی نہ ہوگی بلکہ فرمایا کہ مال کی کثرت ہوگی۔ سوسائٹی کے اندر ہر طبقہ کی آمدنی کا گذشتہ ادوار سے موازنہ کیا جائے تو ہر طرف مال کی کثرت نظر آئے گی اسی طرح علم کے غالب ہونے سے مراد کتابوں کی کثرت ہے، پبلیکیشنز زیادہ ہوں گی، آج مارکیٹ میں دنیا کے ہر سبجیکٹ پر کثرت سے کتب موجود ہیں۔ ’’بات کیسے کرنی ہے‘‘ صرف اس موضوع پر ہزارہا کتب مل جائیں گی، ’’کھانا کیسے پکانا ہے‘‘ ’’کپڑے کیسے پہننے ہیں‘‘ یعنی اس طرح کے معمولی معمولی موضوعات پر سینکڑوں کتب دستیاب ہیں۔ جس پر کبھی کسی نے سوچا بھی نہ تھا کہ اس پر بھی کوئی لکھے گا اس موضوع پر بھی کتابیں موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے اس طرف اشارہ کیا کہ کتابوں کی کثرت ہوگی مگر علم اٹھالیا جائے گا، علم نافع نہ ہوگا۔

Scanned with CamScanner

اہلِ مغرب کا غلبہ

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

لایزال اهل المغرب ظاهرين حتى تقوم الساعة. (صحيح مسلم، جلد۳، ص ۱۵۲۵ حديث ۱۷۷)

''جب مغرب کے لوگ غالب آجائیں گے تو سمجھ لیں کہ قیامت قریب آ گئی''۔

اہل المغرب کے متعلق محدثین، شارحین نے مختلف تاویلات توجیہات اور تعبیرات کی ہیں، میرا موضوع اس وقت علمی تاویلات نہیں بلکہ اعمال واحوال کی تغیرات ہے اس لئے صرف حضور ﷺ کے الفاظ کو لے رہا ہوں کہ یہ الفاظ سننے والے پر کیا اثر مرتب کرتے ہیں۔ دنیا کے حالات کی طرف دیکھتے ہوئے اہل المغرب کی مزید وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

قیامت کی قربت پر حضور ﷺ کی تمثیل

امام حسن بصری مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی ''دو انگلیوں کو آپس میں جوڑا اور فاصلہ نہیں کیا اور فرمانے لگے کہ میری مثال اور قیامت کی مثال ان دو انگلیوں کی طرح ہے (قیامت یوں قریب ہو چکی ہے)''۔ (مسند احمد، جلد۵، ص ۳۳۱)

☆ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے دو انگلیوں کو جوڑا اور فرمایا کہ میری بعثت اور قیامت اس طرح جڑے ہوئے ہیں''۔ (الصحیح المسلم، جلد۲، ص ۵۹۲ حدیث ۸۶۷)

☆ قرب قیامت کے لئے حضور ﷺ نے تمثیل عطا فرمائی۔ اس طرح ایک موقع پر صحابہ سے ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

''لوگو تم اور قیامت اس طرح قریب ہو گئے ہو جس طرح دو انگلیاں جڑی ہوئی ہیں''۔ (المستدرک علی الصحیحین جلد۴ ص ۵۳۹ حدیث ۸۵۱۰)

امانتوں کا نااہل افراد کو منتقل کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قال كيف اضاعتها يارسول اللهؐ. قال اذا اسند الامر الى غير اهله فانتظر الساعة. (صحيح بخارى ج ۲ ص ۹۶۱)

''جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو صحابی نے کہا کہ یارسول اللہ امانتوں کے ضائع ہونے کا مفہوم کیا ہے'' حضور ﷺ نے فرمایا کہ

''جب امانتیں، مسند، اقتدار اور اختیار، ذمہ داریاں ان لوگوں کو دی جانے لگیں جو ان کے اہل نہیں تو سمجھیں قیامت آ گئی''۔

آپ پورے معاشرے پر نظر دوڑائیں ہر قسم کی امانتیں اور ذمہ داریاں ہم جن لوگوں کے سپرد کر رہے ہیں کیا وہ اس کے اہل ہیں۔

علم کا اٹھ جانا

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان من الشراط الساعة ان يذهب العلم ويظهر الجهل. (الصحیح البخاری جلد ۵ ص ۲۱۲۰ حدیث ۵۲۵۵)

''قیامت کی قربت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم چلا جائے گا اور جہالت چھا جائے گی''۔

آج وہ وقت ہے کہ پڑھے لکھے لوگ بھی جاہل دکھائی دیتے ہیں۔علم کے حاصل ہونے سے جس شعور کی توقع کی جاتی ہے وہ شعور پڑھے لکھے لوگوں میں بھی کمیاب ہے۔

نافرمان اولاد، نااہل قیادت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔حدیث جبریل کے آخر میں ہے کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ

اخبرنی ان امارتها قال اذا ولدت الامة ربتها واذا كانت الحفاة العراة رؤس الناس واذا تطاول رعاء الغنم في البنيان. (سنن ابن ماجه ص ۳۰۲)

''یارسول اللہ مجھے قرب قیامت کی نشانیوں کی خبردیں آپ نے فرمایا کہ کنیز اپنے آقا کو جنے گی (یعنی ماں باپ، اولاد کے تابع ہوں گے، آج معاشرے میں اولاد اور ماں باپ کا طرز عمل ہمارے سامنے ہے، اولاد، والدین کا حکم نہیں مانتی بلکہ والدین، اولاد کے تابع ہیں، والدین محکوم ہیں، اولاد حاکم ہے اور ننگے پیروں والے، لباس سے محروم لوگ دوسروں کے حاکم بن جائیں گے (یعنی امت کی قیادت نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی) اور بکریاں چرانے والے اونچے محلات تعمیر کریں گے (یہاں اپنی سرزمین عرب کی طرف اشارہ کیا ہے، المعجم الاوسط، جلد۳، ص۸۱، حدیث ۲۵۵۷ میں ہے کہ جب میرا وطن عرب صحرا کی بجائے نہروں اور باغات والا ہوجائے تو سمجھ لینا کہ قیامت قریب آ گئی)

درج بالا نشانیوں پر اگر نظر دوڑائیں تو خود سوچیں کہ کیا کوئی ایسی نشانی ہے جو آج موجود نہ ہو اور دور رہ گئی ہو۔

بلند و بالا عمارتوں کی کثرت اور ان پر تفاخر

حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

لاتقول الساعة حتی یتطاول الناس فی البنیان. (الصحیح البخاری، جلد۶ ص ۲۶۰۵، حدیث ۶۷۰۵)

''اس وقت تک قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ لوگ اونچی عمارتوں کے بنانے پر فخر کریں گے''۔

ہارٹ اٹیک سے اموات کی کثرت

امام شعبی نے المعجم الصغیر میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے بہت قریب آجانے کی علامتوں میں سے کوئی خاص علامت کیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

من الشراط الساعة موت الفجاعة. (المعجم الصغیر، ج۲، ص ۲۶۰، حدیث ۱۱۳۲)

''جب اموات ہارٹ اٹیک کی وجہ سے زیادہ ہونے لگے تو سمجھ لو کہ قیامت قریب آ گئی''۔

حضور ﷺ کی وسعت علم و معرفت اور پیشگوئیاں بھی دیکھیں کہ اس وقت جب عارضہ قلب کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا اس وقت اس تکلیف کو بیان کیا۔

شریر لوگوں کا غلبہ اور صالحین کا اپنے آپ کو چھپانا

حضرت حسان بن عطیہ (تابعی) سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

سیظهر شرار امتی علی خیارهم. (سنن الوردہ فی الفتن، ج ۴، ص ۷۹۸، حدیث ۴۰۱)

''میری امت کے نیک فطرت لوگوں پر شریر لوگ (ظالم، بدمعاش، چور) غلبہ پالیں گے''۔

نیک فطرت لوگوں پر اپنے وسائل، اپنی بدکرداری، اپنی بدمعاشی کے بل بوتے شریر لوگ جب غالب آجائیں، اقتدار و حکومت اور وسائل پر قبضہ کرلیں، معاشرے میں چھاجائیں تو سمجھ جانا قیامت قریب آگئی اور پھر فرمایا کہ اس کی انتہا یہ ہوگی۔

حتی یستخفی فیه المومن کما یستخف فینا المنافق.

''جس طرح منافق آج ہمارے زمانے میں اپنے آپ کو چھپاتا پھرتا ہے (اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا، ایمان کے لبادے اوڑھتا ہے اور شرم و حیا کے مارے چھپتا پھرتا ہے) میری امت میں وہ زمانہ آجائے گا کہ نیک، صالح، مومن، معاشرے میں چھپتے پھریں گے''۔

ہر طرف بدمعاش، بدکردار، بدکار لوگوں کی عزت ہوگی، لوگ انہیں رہنما بنائیں گے، حکمران بنائیں گے، وزیر بنائیں گے، ان کے پاس سوسائٹی کی عزت ہوگی، موثر طبقہ کہلائے گا جبکہ متقی، مومن، حلال کھانے والا جب ان کی مجلس میں بیٹھا ہوگا تو اپنے آپ کو چھپائے گا، وہ بدکردار لوگ اس کو حقارت و نفرت سے دیکھیں گے، اس کا مذاق اڑائیں گے کہیں گے یہ ہے وہ جو بڑا نیک ہے، حلال کھاتا ہے، طعنے دیں گے، نیکی طعنہ بن جائے گی، تقویٰ، پرہیزگاری طعنہ بن جائے گی، حضور ﷺ کے قلب انور کی کیفیت کا اندازہ کریں کہ جب امت کو یہ بات بتارہے ہوں گے اس وقت قلب اطہر کے دکھ کا عالم کیا ہوگا کہ میری امت میں وہ زمانہ آجائے گا کہ جیسے منافق آج ہم سے چھپتا ہے اس طرح مومن، نام نہاد مسلمانوں میں بیٹھتے ہوئے چھپے گا۔ نیک کام کرنے والے احباب میں سے احباب حلیے بدل لیں گے، نماز کی ادائیگی کو لوگوں کے طعنے کی وجہ سے موخر کردے گا۔ ایمان عار بن جائے گا، ایمان میں سے جرات ختم ہوجائے گی۔ غیرت ختم ہوجائے گی، ایمان کا تقاخر ختم ہوجائے گا۔

تحریک منہاج القرآن کے وابستگان اگر حضور ﷺ سے محبت کرتے ہیں، حضور ﷺ سے عشق کرتے ہیں تو ان کے لئے نمونہ زندگی بھی سب سے بڑھ کر حضور ﷺ ہیں لہذا ہمہ وقت ان کے ایمان میں جرات و غیرت اور ایمان کا تفاخر موجود ہونا چاہئے، زمانے کی خرابیوں اور طعن و تشنیع سے تنگ آکر کبھی اسلام کے اقدار و شعائر کو پس پشت نہ ڈالیں۔ ان کے چہروں سے ہی یہ معلوم ہونا چاہئے کہ حضور ﷺ کے عاشق ہیں۔ اپنے چہروں کو سنت مصطفی ﷺ سے سجالو، پھر اس چہرہ کا اثر باطن پر اور زبان پر ہو۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا یارسول اللہ آپ قیامت کے دن اپنے امتی کو کیسے پہچانیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے امتی کے ظاہر اعضاء جہاں جہاں وضو کا پانی لگتا ہے وہاں سے نور چمک رہا ہوگا، میں ان کے نور سے پہچان لوں گا۔

حضور ﷺ نے بھی ہمارے ساتھ جو اپنی پہچان جوڑ رکھی ہے وہ بھی نور سے متعلق ہے۔ لوگو! اپنے اندر نور پیدا کرو، ظاہر و باطن میں نور پیدا کرو اور نور عبادت سے آتا ہے۔۔۔ باتوں سے نہیں آتا، وعظ و تقاریر سے نہیں آتا۔۔۔ اللہ کے حضور سجدہ ریزیوں سے نور آتا ہے۔۔۔ طاعت، صدق و اخلاق، حضور کی سچی غلامی سے نور آتا ہے۔۔۔ پس ہر نوجوان اپنے چہرہ پر سنت مصطفی ﷺ کو سجا کر ابتدا کرے۔ میں نے کہا کہ میں ایک تبدیلی دیکھنا چاہتا ہوں اور وابستگان کی فکر اس لئے ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ کتنا وقت میں آپ کے اندر ہوں، مجھے فکر اس بات کی ہے کہ اگر میری زندگی میں آپ بدل نہ سکے تو معلوم نہیں میرے بعد آپ کو یہ باتیں کون بتائے گا۔ اللہ نے چاہا تو مجھ سے بہتر کوئی باتیں بتانے والا آجائے گا۔ لیکن میری آنکھیں چاہتی ہیں کہ میں اپنی آنکھوں کے سامنے آپ کو ایسا بدلا ہوا دیکھ لوں کہ حضور ﷺ خوش ہوجائیں۔۔۔ آپ کو ایسا بدلا ہوا دیکھوں کہ آپ کی چال، آپ کا کردار، آپ کی گفتار، آپ کا چہرہ، آپ کے اعمال،

Scanned with CamScanner

آپ کے حال، آپ کا معاملہ سب کچھ ایسا بدل جائے کہ۔۔۔ جو دیکھے وہ کہے کہ اللہ والے آرہے ہیں۔۔۔ حضور ﷺ کے سچے غلام آرہے ہیں۔۔۔ صالحین آرہے ہیں۔۔۔ پھر لاج رہتی ہے۔ اگر نہ بدلے تو یہ سنگت کسی کام کی نہیں۔

☆ سیدنا عمر فاروقؓ سے موقوفاً روایت ہے کہ حضور ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی بتایا کہ

''عرب خراب ہوجائے گا ان میں خرابی آجائے گی لوگوں نے پوچھا کہ یا امیرالمومنین ہر خیر کا منبع یہ ہیں تو ایسا کیوں ہوگا، آپ نے فرمایا کہ فاجر لوگ نیکوں پر غالب آجائیں گے (آپ سوسائٹی میں دیکھیں، ظلم وجبر، فسق و فجور، گناہوں، اخلاقی تباہی، کردار سوزی کی انتہا ہے) اور ہر قبیلہ اور ہر طبقہ کے منافق ان کے لیڈر ہوں گے''۔

☆ عبداللہ بن عمرو العاص نے حضور ﷺ سے موقوفاً روایت کیا کہ

''سوسائٹی میں نیک اور صالح لوگوں کو نیچا کردیا جائے گا، اشرار، کمینے لوگوں کو اونچا مقام دیا جائے گا اور ہر طبقہ، ہر قبیلہ کے منافق لوگ اس کے سردار بن جائیں گے''۔ (مجمع الزوائد، جلد ۷، ص ۲۲۳)

☆ عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت کیا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

لاتقوم الساعة حتی یسادُ کل قبیلة منافقوها.

''اس وقت تک قیامت نہ آئے گی حتی کہ ہر قبیلہ کے منافق لوگ اس کے لیڈر ہوجائیں گے''۔

☆ یہی حدیث مقطوعاً امام حسن بصری سے بھی روایت ہے۔ اسی طرح حضرت حزیفہ ابن یمان سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لاتقوم الساعة حتی یکون اسعد الناس بالدنیا لکع ابن لکع. (سنن الترمذی ج ۴، ص ۴۹۳، حدیث ۲۲۰۹)

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دنیاوی اعتبار سے لوگوں میں عزت دار لوگ وہ ہوں گے جو حرام زادے ابن حرام زادے، کمینہ ابن کمینہ، ذلیل ابن ذلیل ہوں گے''۔

دنیا گھٹیا لوگوں کے نسل میں منتقل ہوجائے گی، گویا نیک، متقی، پرہیزگار سے قیادت و سیادت و رہنمائی چھین لی جائے گی اور نسلاً بعد نسل باپ، بیٹا، پوتا، دنیوی اعتبار سے عزت ان کو ملے گی جو نسلاً کمینے ہوں گے۔ موجودہ صورت حال آپ کے سامنے ہے کیا کوئی شریف آدمی الا ماشاء اللہ اسمبلی میں جاسکتا ہے۔۔۔ کوئی شریف آدمی وزیر بن سکتا ہے۔۔۔ کوئی صالح آدمی آپ کا حکمران بن سکتا ہے۔۔۔ کوئی نیک، صالح سوسائٹی میں آپ کا لیڈر بن سکتا ہے۔۔۔

عورتوں کی کثرت

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان من اشراط الساعة ان یقل الرجال ویکثر النسآء حتی یکون لخمسین امرأة قیم واحد.

(الصحیح البخاری جلد ۵، ص ۲۰۸۵، حدیث ۴۹۳۳)

''قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ مرد کم ہوجائیں گے، عورتیں زیادہ ہوجائیں گی یہاں تک کہ ایک ایک مرد کے ذمہ 50/50 عورتیں ہوجائیں گی''۔

آج کسی بھی ملک/ سوسائٹی کا اعدادوشمار چیک کرلیں، ہر سوسائٹی میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے، بچیوں کی شرح پیدائش زیادہ ہے۔ پاکستان میں بھی 53 فیصد عورتیں اور 47 فیصد مرد ہیں۔

Scanned with CamScanner

مساجد پر فخر کرنا

حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

لاتقوم الساعة حتی یتباھی الناس بالمساجد.

''قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں محض مساجد (کی کثرت تعداد اور حسن تعمیر) پر فخر کریں گے مگر روح نماز نہ ہوگی''۔ (الصحیح البخاری، ج۴، ص۴۹۳ حدیث ۱۶۱۴)

رہ گئی رسمِ اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

حضورؐ اور قیامت کے درمیان ادوار کی تقسیم

حضرت انس بن مالک سے موقوفاً روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

انھا نبوة ورحمة ثم خلافة ورحمة ثم ملک عدود ثم جبریة. (المستدرک علی الصحیحین، ج۴، ص ۵۲۰، حدیث ۸۴۵۹)

''حضور ﷺ نے اپنے اور قیامت تک کے دور کے درمیان تقسیم کردی اور فرمایا سب سے پہلے نبوت اور رحمت کا دور ہے، پھر خلافت اور رحمت کا دور ہے پھر نہایت سخت آمریت والی ملوکیت کا دور (بنو امیہ کے دور سے شروع ہوا اور موجودہ دور تک یہ ملوکیت، شہنشاہیت جاری ہے) پھر امراء اور جابر آئیں گے (فوجی حکمران اور اس کو ملوکیت سے الگ کیا اور یہ ڈکٹیٹرشپ کی طرف اشارہ ہے) پھر شیطانی نظام حکومت آئے گا''۔

حضور ﷺ نے قیامت کے قریب کا آخری زمانہ جو بتایا ہم اس کے کنارے پر ہیں ہم جبریت اور طاغوتی نظام حکومت کے درمیان ہیں۔ عالم کفر سازش کے ذریعے اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ اس دنیا میں جو نیا نظام لایا جارہا ہے اس کے ذریعے اسلام، ایمان، جہاد، یقین، تقویٰ سب کو ختم کیا جارہا ہے حتی کہ یہ چیزیں فوج کے نعروں میں سے بھی نکال دی گئی ہے، فوجی چھاؤنیوں سے بھی یہ عنوان مٹا دیئے گئے ہیں، ان کے نصاب سے یہ الفاظ نکال دیئے گئے ہیں۔ سوسائٹی میں سے مختلف طریقوں سے اسلام کی جڑیں کاٹ کر طاغوتی نظام لایا جارہا ہے۔ یہ قرب قیامت کی وہ علامتیں ہیں جو بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

مزید علاماتِ قیامت

سیدنا علی بن ابی طالب ایک روز منبر پر کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور پھر فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی ''جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ میں دنیا سے چلا جاؤں''۔ (سنن الوردہ فی الفتن، ج۴ص ۸۳۹)

آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی تب کچھ لوگ کھڑے ہوئے انہوں نے خروج دجال اور علامات قیامت پوچھیں، ان علامات میں حضرت علی نے فرمایا:

''جب لوگوں کی نمازیں فوت ہونے لگیں (لوگ نمازوں کے تارک ہونے لگیں) روزوں میں غفلت ہونے لگے، جھوٹ کو (حکمتِ عملی سمجھ کر) جائز سمجھنے لگیں اور سود بے دریغ کھانے لگیں اور رشوت عام لینے لگیں اور عمارتیں اونچی اونچی بنائی جانے لگیں اور نفس کی خواہشوں کی پیروی ہونے لگے، دین کے ذریعے دنیا خریدی جانے لگے (اس کا مطلب ہے دین کو دنیا کے بدلے بیچا جانے لگے) اور خون ارزاں ہونے لگے (قتل و غارت عام ہونے لگے) اور خونی رشتے ٹوٹنے لگیں (صلہ رحمی ختم ہوجائے) اور حلیم، برداشت کرنے والے لوگوں کو کمزور سمجھا جانے لگے اور ظلم و جبر کرنے والے

خوشی محسوس کریں اور فاسق و فاجر حکمران بننے لگیں اور خائن و بددیانت لوگ وزیر بننے لگیں اور ظالم لوگ ان کے نمائندے (کونسلرز اور ناظم) بن جائیں اور قرآن کے عالم اپنے عمل میں فاسق ہوجائیں (دین پڑھیں، پڑھائیں مگر قرآن کا نور ان کے سینے میں نہ رہے، قرآن کی لذت و حلاوت ان کی زندگیوں میں نہ رہے) اور ظلم و انصافی غالب ہوجائے اور خاندانوں میں کثرت سے طلاقیں ہونے لگیں اور کثرت سے لوگوں کو ہارٹ اٹیک ہونے لگیں اور ایک دوسرے پر جھوٹے الزامات تہمتیں لگانے لگیں اور قرآن خوبصورت چھپائے جانے لگیں اور مساجد کی تزئین و آرائش ہونے لگے اور مسجدوں کے مینار اونچے بنائے جانے لگیں (ان پر فخر کیا جائے) اور مسجدیں نمازیوں سے بھر جائیں (حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا وقت آئے گا کہ مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوں گی مگر ان میں سے مومن کوئی ایک بھی نہ ہوگا جس کے دل میں ایمان ہو) اور عہد و وعدے توڑے جانے لگیں اور دل ایک دوسرے سے دور ہوجائیں، تجارت میں حرص بڑھ جائے (بیویاں بھی شوہروں کے ساتھ شریک ہوجائیں) عورتیں اپنی شکل وصورت میں مردوں جیسی بننے لگیں (جین پہننے لگیں، شرٹیں پہننے لگیں، بال کٹوانے لگیں، لباس دیکھ کر معلوم نہ ہو کہ مرد ہیں یا عورت) اور مرد، عورتوں کی طرح بننے لگیں (لباس ریشمی ہوں، بال لمبے ہوں، بول چال عورتوں کی طرح) اور کوئی کسی کو سوائے پہچان کے سلام نہ کرنے لگے (اجنبی کو سلام نہ کیا جائے) بھیڑیے کی کھالیں لوگ پہننے لگیں (دل بھیڑیے کی طرح اور بظاہر تقویٰ و پرہیزگاری کا لبادہ ہو) اور آخرت کے نیک عمل کے ذریعے دنیا کمائی جانے لگے (اعمال آخرت دنیا کا ذریعہ بن جائیں) اور علم، معرفت سے خالی ہوجائے''۔

آپ نے درج بالا 30 علامتیں بیان کر کے فرمایا کہ جب یہ چیزیں ظاہر ہوجائیں تو حضور کے ارشادات کے مطابق سمجھ لینا کہ دجال کے خروج کا وقت قریب آ گیا اور قیامت سر پر آ گئی۔۔۔ درج بالا گفتگو میں ہم نے حضور ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں تقریباً 75 علامات قیامت کے متعلق جانا، کیا ان میں سے کوئی ایک بھی ایسی ہے جس کے بارے ہم کہہ سکیں کہ یہ ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ کوئی کلی طور پر ظاہر ہوچکی اور کوئی جزوی طور پر ظاہر ہوچکی، کسی کی ابتداء ہوگئی اور کسی کی انتہا ہوگئی کوئی وسط میں ہے۔ ہم اس زمانے میں ہیں جب اقتربت الساعۃ کا ڈنکا بج رہا ہے، نقارہ بج رہا ہے کہ قیامت قریب آ گئی، حساب کا وقت قریب آ گیا۔ جب صورت حال یہاں تک آ پہنچے اور ہم علامات قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اس کے باوجود ہم نہ بدلیں اور بدلنے کا آغاز نہ کریں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم پھر ان پر ایمان ہی نہیں لائے، ایمان ہمارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ داخل ہوتا تو ہمیں بدل دیتا۔

میں امید کرتا ہوں کہ تحریک منہاج القرآن کے وابستگان کے اندر اس تبدیلی کا آغاز ہوجائے گا جو اقتربت الساعۃ سن کر ہونا چاہئے اور ہر وابستہ، ہر رفیق اور ہر سننے والا بدل جائے اور حضور ﷺ کا غلام نظر آئے۔ زبان سے کڑواہٹ ختم کردو، زبان میں مٹھاس پیدا کریں۔۔۔ عبادت کی لذت و حلاوت زندگی میں لائیں۔۔۔ جوان ایسے بن جائیں کہ رات کے اندھیرے میں اللہ کے حضور ﷺ کھڑے ہونے والے ہوجائیں۔۔۔ راتیں آ جائیں تو تم راہب لگو یعنی تمہاری لو ہر ایک سے کٹ کر اللہ سے جڑ جائے خواہ آدھے گھنٹہ ہی ایسا کرسکو۔۔۔ اور جب دن ہوجائے تو اللہ کے لئے راکب (سفر کرنے والے) لگو حلال تجارت بھی کرو، دین بھی پھیلاؤ اور اسلام کے فروغ کا حق ادا کرو۔۔۔ اور رات ہوجائے تو آنکھیں چھم چھم آنسو برسائیں۔ یہ تبدیلی پیدا کرو ہر کوئی یہ سوچے کہ کہیں ہم ان میں سے نہ ہوجائیں جن کو قیامت کے دن ان کی بداعمالیوں کے سبب منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ ہم سب ایک دوسرے کا سبب بن جائیں اور روز قیامت ایک دوسرے کے شافع بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ کے نعلین پاک کے صدقے ہمیں یہ خیرات دے کہ ہم فکر دنیا چھوڑ کر فکر آخرت کی زندگی کا آغاز کریں۔

❀❀❀❀❀❀

صحیح البخاری کے حوالے سے

حصہ اول

عقائدِ اہلسنت اور فقہ حنفی سے متعلق اشکالات کا ازالہ

برمنگھم UK، جامع مسجد گھمکول شریف میں دورہ صحیح البخاری شریف

شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و تحقیقی خطاب

سند/ اسناد کی اہمیت

عَنْ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ تَسْمَعُوْنَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ مِنْكُمْ.

حضرت ثابت بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم مجھ سے سنو گے اور پھر آگے تم سے سنا جائے گا اور جنہوں نے تم سے سنی ہوں گی پھر آگے ان سے سنا جائے گا اور پھر ان سے میری حدیث سنی جائے گی جن لوگوں نے پہلے سنانے والوں سے سنا ہوگا"۔ (مجمع الزوائد، جلد ا ص ۱۳۷)

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے روایت اور سماع حدیث کو بیان فرمایا۔ حدیث اور قرآن کے علم کو حاصل کرنا اور آگے پہنچانا اور نہ صرف پہنچانا بلکہ متصل، معتمد و معتبر اسناد کے ساتھ پہنچانا نبی کریم ﷺ کی امت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے اور انبیاء ماسبق کی امت کو اسناد کے ساتھ ابلاغ دین کی نعمت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ یہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

سند، دین ہے

امام مسلم نے امام محمد بن سیرین (امام تابعین) کا قول صحیح مسلم کے مقدمہ میں درج کیا ہے کہ

إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ (اَیْ عِلْمَ الْإِسْنَادِ)، فَانْظُرُوْا اَمَنْ تَاخذوا دِيْنَكُمْ.

"بے شک یہ علم (یعنی اسناد کا علم) دین ہے، پس دیکھو کہ تم کس سے اپنے دین کو حاصل کرتے ہو"

چند اہل علم جو اکابر علماء، مشائخ، آئمہ، محدثین کے حوالے اور ان پر اعتماد کرنے اور اپنے علم اور عقیدہ کی صحت کو ان کے حوالے سے قائم کرنے کو شخصیت پرستی سمجھتے ہیں ان کے نزدیک دین صرف قرآن و سنت کے متن یعنی نص پر مشتمل ہے۔ ان حضرات کے اس تصور کی امام محمد بن سیرین نے نفی کی ہے۔ حدیث دو حصوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ا۔ سند، ۲۔ متن

متن وہ حصہ حدیث ہے جس میں فرمان رسول ﷺ درج ہوتا ہے۔ مثلاً

الصلاۃ عماد الدین (نماز دین کا ستون ہے)

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین.

یہ احادیث کے متن ہیں۔ پس حضور ﷺ کا فرمان، فعل، عمل، تقریر حدیث کا متن ہیں اور سند یا اسناد میں

حضور ﷺ کے کلمات مبارکہ میں سے ایک لفظ بھی شامل نہیں ہوتا۔ اسناد میں دین کی کوئی تعلیم نہیں ہوتی، دین کا کوئی مضمون نہیں ہوتا، احکام شریعت میں سے کوئی شے اسناد میں بیان نہیں ہوتی اور تعلیمات اسلام میں سے کوئی تعلیم اسناد کا حصہ نہیں ہوتی۔ اسناد شخصیتوں کے ناموں کا ایک سلسلہ ہے۔ ان شخصیتوں کے ناموں کے سلسلہ کو امام مسلم اور امام ابن سیرین نے ''ان ھذا العلم دین ای علم الاسناد'' سے تعبیر کیا ہے۔

ان اللہ کے بندوں کے ناموں کی فہرست کو جاننا اور ان کے ناموں کو یاد کرنا اور ان کے ناموں کے سلسلے سے منسلک ہونا دین ہے۔ جبکہ ہمارے مقرر کردہ پیمانے کے مطابق یہ ناموں کا سلسلہ جہاں ختم ہوتا ہے اور قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه کے کلمات آتے ہیں اور بیان شروع ہوتا ہے وہاں سے دین شروع ہوتا ہے۔ امام مسلم و امام ابن سیرین نے اس تصور کی نفی کردی اور فرمایا کہ تم نے جسے دین سمجھا ہے اس تصور کا مدار ان شخصیتوں پر ہے جنہوں نے وہ تصور تم تک پہنچایا ہے، اگر وہ شخصیتیں معتبر نہ رہیں تو متن کہاں سے معتبر ہوگا۔ اگر وہ شخصیتیں خود قابل اعتماد نہ رہیں تو متن کہاں سے قابل اعتماد ہوگا۔ لہذا فرمایا بے شک متن میں تعلیم ہے مگر دین، تعلیم کے متن کا نہیں بلکہ تعلیم کی سند کا نام ہے۔

ناموں میں برکت

امام ابن ماجہ نے ایک حدیث مبارکہ اپنے مقدمہ میں درج کی ہے جس سے اسناد میں موجود ناموں کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں۔

عن عبدالسلام بن ابی صالح عن علی ابن موسیٰ رضا عن ابیه ای موسیٰ الکاظم عن جعفر بن محمد الصادق عن ابیه ای الامام محمد الباقر عن ابیه ای علی بن حسین ای امام زین العابدین عن ابیه ای الامام حسین عن ابیه ای علی ابن ابی طالب قال قال رسول الله الایمان معرفة بالقلب وقول بلسان وعمل بالارکان. (سنن ابن ماجہ، جلد۱، ص ۲۵، حدیث ۶۵) (المنہاج السوی ص ۳۴)

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام ابن ماجہ لکھتے ہیں۔

قال ابو السلط الهروی لوقرء هذا الاسناد علی مجنون لبرء.

''امام ابن ماجہ نے کہا کہ میرے شیخ امام ابوالسلط الھروی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی صرف سند (یعنی امام علی بن موسیٰ رضا، امام موسیٰ الکاظم، امام جعفر بن محمد الصادق، امام محمد الباقر، امام علی زین العابدین، امام حسین، سیدنا علی ابن طالب، محمد مصطفیٰ ﷺ) پڑھ کر کسی دماغی مریض پر دم کردیا جائے تو شفایاب ہوجائے گا''۔

اس حدیث مبارکہ کی سند میں موجود ناموں کی برکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ متن سے پہلے ناموں کا یہ سلسلہ بھی اسلام کے اندر اہمیت وعظمت کا حامل ہے۔

درج بالا گفتگو جو امام مسلم نے روایت کی اس سے ان کے عقیدہ کا بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم شخصیت پرست نہیں تھے مگر شخصیت پرست نہ ہوکر وہ فرماتے ہیں کہ ''دین صرف اللہ والوں کے ناموں کا نام ہے'' یعنی وہ اہل اللہ جن کے ذریعے دین پہنچا، ان کے اسناد کو دین کہتے ہیں۔

ان هذا العلم ای علم الاسناد دین. یہ قول قرآن کی اس آیت کی تشریح ہے جس میں اللہ نے فرمایا کہ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. (الفاتحه)

''ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جس پر تو نے انعام فرمایا''۔

اللہ رب العزت نے ''الصراط المستقیم'' نہ قرآن کو کہا اور نہ ہی حدیث وسنت کو کہا بلکہ ''صراط

المستقیم" نیک شخصیتوں اور اللہ والوں کے راستے کو کہا۔

"ان ھذا العلم دین" پر اللہ کا ایک اور قول بھی سند ہے۔ جب اللہ نے اپنی توحید کو بیان کرنا چاہا تو سورۃ الاخلاص میں اپنی توحید کا اعلان فرمایا اور سورۃ اخلاص میں توحید کا مضمون "ھو اللہ احد" سے شروع ہوتا ہے مگر سورۃ کا آغاز "قل" سے ہوتا ہے۔ "قل" میں نہ وحدانیت کا معنی ہے نہ توحید کا اور نہ ہی اس میں کوئی اثبات توحید و نفی شرک ہے۔ "قل" کا مطلب ہے کہ حضور ﷺ کو کہا جارہا ہے کہ آپ فرمادیں پس "قل" (آپ فرمادیں) یہ سند ہے اور اگلا حصہ "ھوا اللہ احد" (وہ اللہ ایک ہے) یہ متن ہے۔

گویا اللہ نے فرمادیا کہ گر توحید لینی ہے تو "قل" سے لو چونکہ "قل" میں اسناد ہے، یعنی عبارع تقدیری یہ ہے:

اَخۡبَرَہُ اللّٰہُ تعالیٰ عَنۡ وَحۡدانیتِہٖ وَقَالَ لَہٗ قُلۡ ھُوَا اللّٰہ احد.

"اللہ نے حضور ﷺ کو وحدانیت کی خبر دی اور حضور ﷺ کو کہا کہ آپ کہہ دیں میں ایک ہوں"۔

پس وحدانیت کا مضمون آگے آیا اور "قل" بمنز لہ اسناد ہے۔

شخصیت پرستی میں ہم نے پرستی کا لفظ خود سے لگادیا پرستش تو صرف اللہ کی ہے اگر پرستی کو نکال دیں تو دین سارا شخصیتوں کا نام ہے خواہ وہ شخصیتیں پیغمبر ہوں، صحابہ ہوں یا آئمہ ہوں۔ ارشاد فرمایا۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین.

"تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے"۔ (سنن ابن ماجہ جلد ۱، ص ۱۵ حدیث ۴۲)

یہ سب شخصیتیں ہیں اس طرح ارشاد فرمایا۔

اِنِّیۡ تَرَکۡتُ فِیۡکُمۡ اَمۡرَیۡنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِطۡرَتِیۡ. (سنن الترمذی، جلد ۵، ص ۶۶۲ ص ۳۷۸۶)

"میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک قرآن اور ایک اہل بیت"۔

پس اہل بیت شخصیتیں ہیں، صحابہ، خلفاء راشدین شخصیتیں ہیں۔ گویا 75 فیصد سے زائد حصہ دین کا شخصیتوں پر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول

امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمہ میں روایت کرتے ہیں۔

وَعَنۡ عَبۡدالله بن مبارک قَالَ اَلاسۡنَادُ مِنَ الدینِ وَلَوۡلَالِاسۡنَاد لَقَالَ مَنۡ شَاءَ مَاشَآءَ.

"حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اسناد دین میں سے ہیں (مِنۡ بیانیہ بھی ہوتا ہے اس لئے الاسناد ھو الدین کہ اسناد ہی دین ہیں) اگر سند نہ ہوتی تو جس کے جو دل میں آتا کہتا"۔

بعض لوگوں کی یہ سوچ ہے کہ یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا یہ دیکھو کہ کیا کہا، نہیں بلکہ امام مسلم اور امام عبداللہ بن مبارک امیر المومنین الحدیث فرماتے ہیں کہ دونوں دیکھو، سب سے پہلے یہ دیکھو کہ کس نے کہا اور پھر دیکھو کیا کہا۔ "کیا کہا" یہ متن ہے اور "کس نے کہا" یہ سند ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک سے ہی روایت ہے کہ

بیننا وبین القوم القوائم یعنی الاسناد "ہمارے اور قوم کے درمیان دین کے ستون اسناد ہیں"۔

حضرت سفیان ثوری کا قول

حضرت سفیان ثوری امیر المومنین فی الحدیث فرماتے ہیں۔

الاسناد سلاح المومنين فاذا لم يكن معه سلاح فى اى شى يقاتل.

''اسناد مومن کا اسلحہ ہے پس اگر اس کے پاس اسلحہ نہ ہو تو وہ کیسے جہاد کرے گا''۔

حضرت عبداللہ بن مبارک اور حضرت سفیان ثوری دونوں کو امیر المومنین فی الحدیث کا درجہ حاصل ہے اور انہیں امام بخاری سے بہت پہلے یہ درجہ حاصل ہوا تھا۔ مصطلحات فن حدیث میں محدثین کے ہاں سب سے اونچا اور آخری درجہ امیر المومنین فی الحدیث کا ہے اور اس سے اونچا درجہ نہیں ہے۔ امام بخاری امیر المومنین فی الحدیث ہوئے مگر ان دونوں اصحاب سے بہت بعد میں آئے اور امام عبداللہ بن مبارک اور امام سفیان ثوری دونوں اصحاب امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد تھے اور امام عبداللہ بن مبارک کا فتویٰ فقہ حنفی پر ہوتا تھا۔ پس روایت حدیث، علم حدیث، علم تفسیر اور مکمل دین کا مدار اسناد پر ہے۔ سند کے بغیر کوئی چیز قبول نہ کی جاتی تھی۔

سندِ اہل السنۃ کی قبولیت و سندِ اہل البدعہ کی عدم قبولیت

امام مسلم مقدمہ صحیح مسلم میں یہ بھی بیان کیا کہ

''جب تک فتنہ (یعنی فتنہ وضع حدیث و فتنہ بدعت) پیدا نہیں ہوا تھا وہ دور خیر القرون کا دور تھا، صحابہ تھے، تابعین تھے اور پھر تبع تابعین تھے۔ یہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی کہ تم نے یہ بات کس سے سنی اور تمہاری سند کیا ہے کیونکہ ہر شخص صادق، عادل، ثقہ اور معتبر تھا اور ہر ایک کی بات مقبول تھی مگر جب فتنہ پیدا ہو گیا اس کے بعد اب ہم دین کی بات کسی سے قبول نہیں کرتے'' آج یہ دور ہے کہ جس کو سند کے معنی کی بھی خبر نہیں وہ بھی دین منتقل کرتا ہے، دین بیان کرتے ہوئے اپنے آپ کو دین پر اتھارٹی سمجھتا ہے، ہر شخص مجتہد بنا بیٹھا ہے، دین کے ستون اور دیواروں کو گرانے کی کوشش کر رہا ہے اگر ستون اور دیواریں گر جائیں تو چھت برقرار نہیں رہتی، میں اپنی بات کے حوالے کے طور پر ان لوگوں کا نام پیش کر رہا ہوں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے، معاشرے کے اندر نام ٹھیک لوگوں کے لئے جاتے ہیں مگر بات ان سے غلط منسوب کی جاتی ہے۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص بات کرتا، تفسیر کرتا، شرح کرتا، روایت کرتا تو ہم اس سے پوچھتے:

سَمُّوْا لَنَا رِجَالكم فَيُنْظَرُ اِلٰى اَهْلِ السنه فَيُوْخَذُ حَدِيْثُهُمْ. فَيُنْظَرُ اِلٰى اَهْلِ الْبِدْعَة فَلا يُوْخَذُ حَدِيْثُهُمْ.

''اپنے رجال (اپنی سند) بتاؤ جن سے تم نے یہ روایت لی ہے اگر اس کے رجال، اس کی سند اہل السنہ سے ہوتی پس اس کی حدیث قبول کی جاتی تھی۔ اگر اس کی سند اہل بدعت سے ہوتی تو ان کی حدیث قبول نہیں کی جاتی تھی''۔

پس وہ بات پر دھیان نہ دیتے بلکہ شخصیتوں پر دھیان دیتے کہ کس سے لی ہے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ میلاد شریف، عرس شریف، حلقات ذکر کا انعقاد، بزرگوں کے طور طریقوں کی پیروی اور وظائف کرنا پر بدعت کا فتویٰ لگانے والوں نے بدعت کا مفہوم نہیں سمجھا کیونکہ امام مسلم کے قول سے معلوم ہو رہا ہے کہ بدعت تو کوئی ایسی شے تھی جو امام مسلم سے بھی پہلے تھی اور بہت پرانی ہے۔

دورہ صحیح البخاری کا مقصد

درج بالا گفتگو دورہ صحیح البخاری کے خطبہ مع شرح کے طور پر آپ کے سامنے پیش کی۔ دورہ صحیح البخاری کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس دورہ میں امام بخاری کے عقیدہ کا مطالعہ کریں گے، امام بخاری کا نام لینا اور رعب کے لئے کثرت سے ان کا نام استعمال کرنا آسان ہے مگر امام بخاری کو جاننا مشکل ہے۔ ہم اس دورہ میں امام بخاری کو جانیں گے۔

اب دورہ صحیح البخاری کے ابتدائیہ اور افتتاحیہ میں، آپ کے سامنے امام بخاریؒ کے احوال کے حوالے سے گفتگو

Scanned with CamScanner

ہوگی، اس میں بعض نکات نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ جن کے ذریعے عقائد اور فقہ حنفی کے حوالے سے بہت سارے مغالطے رفع کرنے کی کوشش کروں گا۔ گفتگو سے قبل یہ ذہن میں رہے کہ روایت حدیث میں امام بخاری سے بڑھ کر کوئی امام نہیں ہوا اور درایت حدیث میں امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی امام نہیں ہوا۔

امام بخاری کا خاندانی علمی پس منظر اور امام اعظم ابوحنیفہ

امام بخاری کا اسم گرامی امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ ہے۔ ۱۹۴ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ ۲۵۶ھ میں وفات ہوئی۔ ثمر قند کے قریب ایک گاؤں خرطنکہ میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

امیرالمومنین فی الحدیث امام بخاریؒ کے والد گرامی امام اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بھی اکابر آئمہ حدیث میں سے تھے، متعدد محدثین اور شیوخ سے علمی استفادہ کیا جن میں امام حماد بن زید، امام عبداللہ بن مبارک اور امام مالکؒ قابل ذکر ہیں۔ امام حماد بن زید، امام اعظم ابوحنیفہ کے معروف شاگرد ہیں۔ امام عبداللہ بن مبارک بھی امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد اور فقہ حنفی کے امام ہیں۔ امام حماد بن زید اور امام عبداللہ بن مبارک دونوں احباب کا امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد ہونے کو امام بخاری نے خود اپنی کتاب ''التاریخ الکبیر'' میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح امام ابن عبدالبر اندلسی اپنی کتاب ''جامع بیان العلم فضلہ'' جلد دوم ص ۲۸۹ پر امام علی ابن المدینی سے روایت کرتے ہیں کہ امام اعظم سے امام سفیان ثوری امیرالمومنین فی الحدیث، امام عبداللہ بن مبارک اور امام حماد بن زید نے روایت کیا۔ امام علی ابن المدینی اپنے وقت کے حدیث میں حجت اور امام تھے۔ فنِ حدیث، فن اسماء الرجال اور فن اسانید کے آئمہ محدثین ان سے تصحیح لیتے تھے اور یہ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ یہ اس علمی ماحول کا تعارف ہے جس میں امام بخاری نے پرورش پائی۔ اس طرح امام مالک، امام اعظم کے ہم مجلس تھے اور امام اعظم کے مداحین میں سے تھے۔

خواب میں بشارت اور امام بخاری کی بینائی کا لوٹ آنا

امام بخاری کے والد گرامی آپ کے بچپن میں وفات پاگئے۔ والدہ نے پرورش کی۔ امام بخاری چھوٹی عمر میں نابینا ہوگئے۔ آپ کی والدہ کے بارے میں امام حجر عسقلانی سے لے کر جملہ شارحین بخاری نے بغیر کسی اختلاف کے لکھا ہے کہ آپ ولیہ کاملہ تھیں اور صاحبہ کرامات تھیں۔ صحیح البخاری جیسی عظیم کتاب کا لکھا جانا اولیاء سے یا اولیاء کی اولاد ہی سے ہی ممکن ہوتا ہے۔ امام بخاری کی بینائی چلے جانے پر آپ کی والدہ نے اللہ سے دعا مانگی، بعد ازاں آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں حضرت ابراہیمؑ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے خواب میں امام بخاری کی بینائی لوٹ آنے کی بشارت دی۔ صبح بیدار ہوئیں تو امام بخاری کی آنکھیں بینا ہوچکی تھیں۔

گویا امام بخاری کی عملی زندگی کی ابتداء خواب کی برکت اور کرامت سے ہوئی۔ کرامات اور رؤیا صالحہ، اچھے نیک خوابوں کا انکار کرنا امام بخاری کی پوری زندگی کا ہی انکار ہے۔

روضۂ رسولؐ پر صحیح البخاری کی تکمیل اور عقیدۂ امام بخاری

صحیح البخاری کے لکھنے کا سبب بھی امام بخاری کا ایک خواب ہے۔ پس جو لوگ صالحین کے خوابوں کا انکار کرتے ہیں یا مذاق اڑاتے ہیں انہیں صحیح البخاری کو تسلیم ہی نہیں کرنا چاہئے۔ امام بخاری کو حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی، اس خواب کی تعبیر احادیث نبوی ﷺ میں سے صحیح اور سقیم احادیث کو جدا جدا کرنا تھی، پس اس خواب سے Motivate ہوکر آپ نے صحیح البخاری کی تالیف کا آغاز کردیا۔ یہ چیز امام بخاری کا عقیدہ ظاہر ہورہا ہے۔

صحیح البخاری کی تالیف میں 16 برس لگے۔ آپ نے عمر بھر اپنے لباس کے اندر حضور ﷺ کا موئے مبارک

Scanned with CamScanner

سئے رکھا۔ (جس طرح حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضور ﷺ کے موئے مبارک کو اپنی ٹوپی میں سی کر رکھا ہوا تھا) اس بات کی تصریح امام حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری میں کی ہے۔ اس طرح امام بخاری نے صحیح البخاری کے مسودہ کی تیاری کی ابتداء حرم مکہ میں کی اور تکمیل حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر کی۔ پس قبر نبوی ﷺ کی زیارت کو ناپسندیدہ، مکروہ یا ناجائز جاننے والوں کا کم از کم صحیح البخاری سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔

امام بخاری نے خود بیان فرمایا کہ میں نے اپنے ابواب لکھنے کے بعد جب ان کو حتمی شکل دینے کی باری آئی تو قبر نبوی ﷺ کے پاس بیٹھ کر حتمی شکل دی یہ نہیں فرمایا کہ مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کر لکھا بلکہ فرمایا قبر نبی ﷺ کے پاس بیٹھ کر لکھا۔ ابتداء کے لئے فرمایا کہ آغاز مسجد حرام سے کیا، اختتام کے لئے مسجد نبوی نہیں کہا بلکہ فرمایا قبر نبی ﷺ کے پاس تکمیل کی۔

امام بخاری اور کتب آئمہ احناف سے استفادہ

امام بخاری نے 10 سال کی عمر میں حدیث کی کتابت و سماع شروع کیا۔ امام حجر عسقلانی ؒ، دیگر آئمہ نے روایت کیا کہ امام بخاری خو فرماتے ہیں جب میں سولہویں سال میں پہنچا تو اس وقت میں نے امام عبداللہ بن مبارک، امام وکیع بن جراح اور تمام اہل الرائے کی تمام کتب نہ صرف پڑھ لیں بلکہ حفظ کر لیں۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۶۴۰)

یہاں سے بھی امام بخاری کا امام اعظم سے تعلق ثابت ہوتا ہے۔ امام بخاری، امام عبداللہ بن مبارک سے نہیں ملے کیونکہ امام عبداللہ بن مبارک کی وفات پہلے ہوگئی تھی، وکیع بن جراح بھی 192ھ میں وفات پا گئے تھے۔ ان اصحاب کی کتابیں امام بخاری کے پاس کہاں سے آئیں؟ لامحالہ ان کے تلامذہ سے لی ہوں گی اور انکے تلامذہ میں امام بخاری کے والد گرامی بھی شامل تھے۔ لہذا والد گرامی کی وفات کے بعد کتب کا عظیم ذخیرہ امام بخاری کو حاصل ہوا اور انہوں نے امام عبداللہ بن مبارک اور اہل الرائے کی کتب کو حفظ کیا۔ صحیح البخاری اور امام بخاری کی دیگر کتب میں جہاں اہل الرائے کا ذکر آئے گا ان سے مراد ان کے ہاں امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ ہیں۔ اہل علم میں سے کوئی اس بات کا انکار نہیں کرسکتا۔ وکیع بن الجراح کے بارے خطیب بغدادی نے تاریخ البغداد میں، جامع بیان العلم میں امام ابن عبدالبر نے، امام جلال الدین سیوطی، تبییض الصحیفہ میں اور امام ابن حجر مکی، الخیرات الاحسان میں لکھتے ہیں کہ امام وکیع بن الجراح بھی امام اعظم کے مذہب پر تھے۔ امام یحیٰ بن معین کہتے ہیں۔ (جن کے بارے آئمہ حدیث نے متفقہ طور پر لکھا کہ آدمؑ سے لے کر آج تک کوئی شخص ایسا نہیں جس کو اپنے اپنے وقت کی احادیث یحیٰ بن معین سے زیادہ یاد ہوں)۔

کان یفتی بقول ابی حنیفة و کان سمع منه شیئا کثیرا.

''امام وکیع بن الجراح مذہب ابو حنیفہ پر فتویٰ دیتے تھے اور انہوں نے بہت احادیث امام اعظم سے سماع کی تھیں''۔

یاد رکھ لیں کہ اگر یہ الفاظ آئیں کہ ''تلمذ الیه او اخذ عنه'' تو اس سے مراد فقہ بھی ہوسکتی ہے اور حدیث بھی ہوسکتی ہے۔ اصول حدیث، علم المصطلحات کا قاعدہ یاد رکھ لیں کہ اگر فقیہ لکھے اخذ عنه تو مراد فقہ ہوگی، اگر لکھنے والا محدث ہو اور وہ لکھے ''سمع منه'' تو اس سے مراد کبھی علم الفقہ نہیں ہوگا بلکہ علم الحدیث ہوگا۔

گویا امام بخاری نے جب صحیح البخاری لکھنا شروع کی اس سے قبل ان کے علم کی بنیادیں، علم امام ابی حنیفہ پر استوار تھیں۔ امام اعظمؒ کا علم، امام بخاری کے خمیر میں شامل تھا۔ امام حجر عسقلانی مقدمہ فتح الباری ص ۶۵۴ پر امام بخاری کا قول نقل کیا ہے کہ

قال البخاری ماجلست لتحدیث حتی عرفت الصحیح من السقیم وحتی نظرت فی کتب اهل لرائے.

''میں اس وقت تک بطور محدث مسند پر نہیں بیٹھا جب تک میں اہل الرائے کی تمام کتب کا مطالعہ نہیں کر چکا

اور جب تک میں اہل الرائے کی تمام کتب کا مطالعہ نہ کر چکا حدیث میں صحیح اور غیر صحیح کا فرق میری سمجھ میں نہ آ سکا''۔

گویا امام بخاری فرما رہے ہیں کہ میں نے روایت حدیث کو درایت حدیث سے پختہ کیا۔ روایت مجھے آئمہ حدیث کے طریق پر ملی اور حدیث میں صحیح اور سقیم کا فرق سمجھنے کے لئے درایت اور فہم الحدیث مجھے اہل الرائے، امام اعظم اور ان کے تلامذہ کے طریق سے ملی۔

امام بخاری کا اخذِ حدیث کے لئے لاتعداد مرتبہ کوفہ و بغداد کے سفر کی وجہ

امام بخاری نے اخذ حدیث کے لئے دنیا بھر کے سفر کئے اور سب سے زیادہ امام بخاری نے جن ملکوں کا سفر کیا ان میں مکہ مکرمہ، مدینۃ المنورہ، شام، بخارا، مروہ، بلخ، ھرات، نیشاپور، ری، بغداد، واسط، کوفہ، مصر، جزیرہ شامل ہیں۔

اس ضمن میں امام عسقلانی، امام قسطلانی اور جمیع شارحین بخاری نے امام بخاری کا قول بیان کیا ہے۔

دخلت الی الشام والمصر والجزیرہ مرتین والی البصرہ اربعة مرات واقمت بالحجاز ستة اعوام ولا احصی کم دخلت الی الکوفه والبغداد

''میں شام، بلاد، مصر اور الجزیرہ (دجلہ اور فرات کے درمیان علاقے، اس وقت شام اور عراق اور ترک کے درمیان کے خطے اس وقت کے الجزیرہ تھے) دو دو مرتبہ گیا اور بصرہ 4 مرتبہ گیا اور حجاز (حرمین شریفین) چھ سال قیام کیا اور کوفہ اور بغداد میں اتنی مرتبہ گیا ہوں کہ وہ عدد شمار بھی نہیں کرسکتا''۔

کوفہ اور بغداد امام اعظم کا شہر ہے، مکہ و مدینہ سے بھی زیادہ امام بخاری کوفہ و بغداد گئے۔ ان میں سے ایک امام اعظم کا وطن ہے اور دوسرا آپ کا مسکن ہے اور ان دوشہروں میں جانے کی وجہ یہ تھی کہ حدیث کا سب سے زیادہ ذخیرہ ان دوشہروں میں تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کی ابتداء مکہ و مدینہ سے ہوئی تو علم حدیث کا زیادہ ذخیرہ کوفہ و بغداد میں کیوں ہے؟ اس کا سبب یہ تھا کہ کوفہ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں دارالخلافہ بن گیا تھا اور آپ کوفہ منتقل ہوگئے تھے اور ان سے قبل حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں کوفہ کو چھاؤنی کا درجہ دے کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور بے شمار صحابہ کرام کو بھیج کر بہت بڑا مرکز اسلام بنادیا تھا اور 1500 صحابہ کوفہ میں مقیم ہوگئے تھے۔ آئمہ حدیث فرماتے ہیں کہ میں کوفہ گیا تو دیکھا کہ 4000 ہزار تابعین علم حدیث کو بیان کرنے میں مصروف تھے۔ گویا اس وقت بلاد اسلامیہ میں علم کا سب سے بڑا مرکز کوفہ بغداد بن چکا تھا اور یہ بات کتنی تعجب پر مبنی ہوگی کہ امام بخاری بخارا سے کوفہ میں آکر علم حدیث لیں اور امام اعظم جن کی ساری زندگی کوفہ و بغداد علم کے منبع میں گزری ان کے بارے میں تصور یہ ہو کہ ان کے پاس علم حدیث کا ذخیرہ کم تھا یہ بات عقل، قیاس اور کسی بھی اعتبار سے دانش کے پیمانے پر درست ثابت نہیں ہوتی۔

صحیح البخاری میں احادیث کی تعداد

صحیح البخاری کے مطبوعہ کتب میں احادیث کی تعداد شیخ فواد عبدالباقی کی تحقیق کے مطابق 7563 ہے۔ مقدمہ ابن الصلاح میں ہے کہ صحیح البخاری میں موجود احادیث کی تعداد 7275 ہے یہ تعداد مکررات سمیت ہے۔ صحیح البخاری میں بعض احادیث 20 مرتبہ، 15 مرتبہ اور 10 مرتبہ، 7 مرتبہ اور 5 مرتبہ بھی آئی ہیں۔ تکرار کی وجہ سے تعداد یہ ہے۔ امام عسقلانی نے تمام مکررات (تکرار) اور اقسام حدیث معلقات، متابعات، مراسیل، مقطوعات، موقوفات کو شامل کرکے صحیح البخاری کی احادیث کی تعداد 9080 بیان کی ہے۔ شمار کرنے کے طریقے مختلف ہونے کی وجہ سے تعداد میں فرق ہے۔

Scanned with CamScanner

اگر احادیث میں سے مکررات کو نکال دیا جائے تو کل تعداد احادیثِ بخاری 2513 ہے۔

صحیح البخاری کے رواۃ اور آئمہ حنفی

پوری دنیا میں صحیح البخاری کا جو نسخہ پڑھا جاتا ہے وہ نسخہ امام بخاری کے شاگرد امام محمد بن یوسف اَلفِرَبْرِی سے روایت ہے۔ امام فِرَبْرِی کے قول کے مطابق 90 ہزار افراد نے امام بخاری سے صحیح البخاری کا سماع کیا۔ 90 ہزار افراد میں سے صحیح البخاری کی روایت آپ کے ۵ شاگرد آئمہ سے آگے چلی، ان شاگرد آئمہ میں امام ابوطلحہ منصور البزدوی، امام حماد بن شاکر، امام ابراہیم بن معقل بن الحجاج النسفی، امام القاضی حسین بن اسماعیل اور امام محمد بن یوسف الفربری شامل ہیں۔ ان پانچ تلامذہ میں پہلے دو امام ابوطلحہ منصور ۳۲۹ھ اور امام حماد بن شاکر حنفی المذہب ہیں گویا صحیح البخاری کے دنیا میں فروغ میں حنفی آئمہ کا عمل دخل ہے۔ امام فِرَبْرِی سے 12 اشخاص نے روایت لی اور ان 12 افراد سے صحیح البخاری کی روایت کا سلسلہ مختلف ممالک میں آگے بڑھا۔

کتابتِ احادیث بارے ایک مغالطے کا ازالہ

انکار حدیث اور انکار حجیت حدیث کرنے والے احباب یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں 200 سال بعد پہلی کتاب صحیح البخاری سامنے آئی، یہ ایک مغالطہ ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ حدیث میں صحیح البخاری پہلی کتاب نہیں ہے۔ صحیح البخاری سے قبل تقریباً 100 کتب حدیث مدون ہوچکی تھیں اور یہ کتب امام بخاری کے شیوخ نے لکھیں۔ امام بخاری سے قبل امام اعظم ابوحنیفہ کے 150 تلامذہ آئمہ حدیث کے مقام پر فائز ہوچکے تھے۔ امام جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے علم حدیث مدون کرنے والے امام اعظم ابوحنیفہ ہیں۔

اول من دوّن العلم ای علم الحدیث ھو امام ابو حنیفہ اسی طرح امام مالک، الموطا لکھ چکے تھے، امام شافعی اپنی مسند لکھ چکے تھے، امام احمد بن حنبل 40 ہزار احادیث کا ذخیرہ مسند احمد بن حنبل تیار کر چکے تھے، امام عبدالرزاق، مصنف عبدالرزاق لکھ چکے تھے۔ امام دارمی، مسند دارمی لکھ چکے تھے، امام زہری، امام شعبی، امام عبداللہ بن مبارک، سفیان ثوری، وکیع بن الجراح اور دیگر آئمہ حدیث اپنے اپنے وقت میں اپنے اپنے شہر میں کتب حدیث مدون کر چکے تھے اور یہ سب جن کا شمار امام بخاری کے شیوخ میں ہوتا ہے طبقہ صوفیا سے تعلق رکھتے تھے۔ امام بخاری کو ماننے والے اور امام بخاری کا کثرت سے نام لینے والے اگر تصوف اور آئمہ تصوف کا انکار کردیں تو یہ بات بڑی عجیب اور متضاد لگتی ہے کہ جن پر امام بخاری نے اعتماد کیا اور جن کو امام بخاری نے امیرالمومنین فی الحدیث سمجھا وہ تو امام فی التصوف بھی ہیں اور انہی کی کتب تصوف میں امہات الکتب ہیں جن پر بعد کی کتابوں کا مدار ہے۔

امام بخاری کا مذہب فقہی

امام بخاری کے فقہی مذہب پر تین اقوال ہیں۔

۱۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے۔ امام تاج الدین السبکی نے انہیں شافعی المذہب کہا اور ان کا نام طبقات الشافعیہ میں لکھا ہے۔

۲۔ امام ابن القیم نے اعلام الموقعین میں اور دیگر آئمہ نے امام بخاری کو حنبلی المذہب بھی لکھا ہے۔

۳۔ شیخ طاہر الجزائری، امام ابن الحجر مکی اور دیگر آئمہ نے امام بخاری کو مجتہد مطلق کہا ہے یعنی مقلد شافعی یا مقلد حنبلی نہ تھے بلکہ خود مستقل مجتہد تھے۔

میں نے ان تمام اقوال کو بھی دیکھا اور صحیح البخاری کو بھی متعدد مرتبہ از اول تا آخر حرف بحرف پڑھا اور اس کے

تراجم الابواب، شروح اور ابحاث بھی دیکھیں اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر تو وہ خود مجتہد مطلق تھے تو ان کے مذہب فقہی کو آگے مقلدین نہیں مل سکے اس لئے ان کا مذہب رواج نہیں پاسکا اور دیگر مذاہب کی طرح مقبول نہیں ہوا اور مذہب بخاری کی صورت میں سامنے نہ آسکا۔ جیسے مذہب ظاہری، امام داؤد ظاہری کا تھا، کچھ عرصہ کے لئے چلا اور پھر متروک ہوگیا مگر امام بخاری کا مذہب چلا نہیں نیز اس کے تراجم الابواب جس طرح سے فقہ بخاری کے اندر درج ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مکمل مذہب بننے کے قابل نہ تھا۔ لہذا درست ہے کہ وہ امیر المومنین فی الحدیث ہی رہیں۔ بعض لوگ فقہ بھی ان سے لینا چاہتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ وہ درجہ اجتہاد پر تھے، مجتہد تھے اگرچہ مستقل نہ ہوں اور رجحان زیادہ تر مذہب شافعیہ اور حنبلیہ کی طرف تھا اور بہت سارے مسائل میں انہوں نے نام لئے بغیر امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب کی بھی تائید کی ہے۔ گویا وہ صاحب المذہب نہ تھے ان کا رجحان شافعیت اور حنبلیت کی طرف تھا، نیز صاحب اجتہاد تھے۔

صحیح البخاری کے تراجم الابواب کی حقیقت

بخاری شریف کے اندر دو چیزیں ملیں گی۔ ایک احادیث اور دوسرا تراجم الابواب۔ ہر مقام پر کتاب کے عنوان کے تحت کئی ابواب قائم کیے اور باب کے عنوان کے ساتھ کبھی آیات کریمہ کے جز، کہیں صحابہ یا تابعین کے اقوال اور کہیں سند کے بغیر حضور ﷺ کی حدیث کا ایک جز بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد آپ روایت حدیث کی طرف آتے ہیں۔ پس احادیث لانے سے قبل جو آیت یا حدیث، یا قول صحابہ نقل کرتے ہیں وہ امام بخاری کا فقہی مذہب اور فقہی نقطہ نظر ہوتا ہے۔

حدیث الباب اور ترجمۃ الباب میں فرق

حدیث الباب اور ترجمۃ الباب میں فرق ہے۔ جن لوگوں نے یہ فرق ملحوظ نہ رکھا وہ ٹھوکر کھا گئے، انہیں مغالطہ لگا۔

حدیث الباب سے مراد اس باب میں مذکور احادیث مصطفیٰ ہیں یعنی وہ احادیث حضور ﷺ کے فرامین و اعمال و تقاریر ہیں۔

ترجمۃ الباب، حدیث نبوی نہیں بلکہ امام بخاری کا فقہی مذہب ہے اور ان کے فقہی رجحان کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ دراصل فقہ البخاری ہے۔

صحیح البخاری درجہ صحت میں سب سے بلند

صحیح البخاری میں جو احادیث بیان ہوئی ہیں وہ اصح ہیں اور صحت میں اعلیٰ درجہ کی ہیں اور کل کتب حدیث میں باعتبار صحت سب سے بلند رتبہ صحیح البخاری کی احادیث کا ہے اور اس صحت سے مراد متن حدیث نہیں بلکہ اسناد حدیث ہے۔ حضور ﷺ کی حدیث سے مراد اگر متن لیا جائے تو وہ تو کبھی بھی کمزور نہیں ہوسکتیں۔ حدیث رسول ﷺ نہ کبھی کمزور ہوسکتی ہیں اور نہ کبھی ضعیف جب اسے حدیث رسول ﷺ کہہ دیا تو وہ غلط ہو ہی نہیں سکتی۔

جب ہم احادیث میں صحیح، ضعیف، غیر صحیح کی بات کرتے ہیں تو اس کا اشارہ متن حدیث کی طرف نہیں ہوتا بلکہ اس کا اشارہ سند حدیث کی طرف ہوتا ہے۔ جب ہم کسی حدیث کو صحیح کا درجہ دیتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور شرائط صحت پر پورا اترتی ہے اور جب ہم کسی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں تو اس سے مراد اس کی سند ہے۔ پس صحیح البخاری کے اسناد درجہ صحت میں سب سے اونچے ہیں۔ بعض نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری سے اونچا درجہ دیا ہے اور اس پر اہل علم کی ابحاث موجود ہیں۔ اس حوالے سے بھی جان لیں کہ حق یہ ہے کہ نظم و ترتیب میں صحیح مسلم، صحیح بخاری سے اعلیٰ ہے مثلاً امام بخاری اگر ایک حدیث کو لیتے ہیں تو اس کو 20 مختلف ابواب میں ذکر کرتے ہیں کیونکہ وہ ہر

جگہ احکام ثابت کرنا چاہتے ہیں، امام مسلم مختلف طرف سے آنے والی ایک ہی حدیث کو ایک جگہ پر یکجا کردیتے ہیں۔ مسلم شریف اخذ کرنے کے لئے سہل ہے اور نظم و ترتیب میں اعلیٰ ہے جبکہ صحیح بخاری درجہ صحت میں اعلیٰ ہے۔

صرف صحیح البخاری کی احادیث ہی کو صحیح سمجھنا علم الحدیث سے عدمِ واقفیت ہے

پس اسی ضمن میں یہ چیز بھی ذہن نشین رہے کہ صحیح بخاری درجہ صحت میں سب سے اعلیٰ ہے، اس سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ جو کچھ بخاری میں نہیں وہ صحیح نہیں۔ جو یہ سمجھتا ہے اس کا دماغ صحیح نہیں۔ اگر کوئی ہر بات پر بخاری کا حوالہ طلب کرے اور دیگر حوالوں کو ماننے سے انکار کردے وہ جاہل ہے اس کے جاہل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ صرف بخاری ہی کے حوالے کو درست تسلیم کرتا ہے اور اصول حدیث کے متعلق کچھ جانتا ہی نہیں ہے۔ پس یہ سمجھنا کہ جو حدیث بخاری میں نہیں ہے وہ حدیث صحیح نہیں ہے، یہ ساری بات ہی صحیح نہیں۔ بخاری سے باہر بھی صحیح احادیث موجود ہیں اور بخاری سے زیادہ تعداد میں ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری ص ۴۵۴ میں امام بخاری کا قول نقل کیا کہ امام بخاری فرماتے ہیں کہ مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح حدیث یاد ہیں۔

غیر صحیح سے مراد موضوع احادیث نہیں ہے بلکہ غیر صحیح سے مراد یہ ہے کہ جو انہوں نے بخاری شریف کے لئے معیار مقرر کیا اس پر پوری نہیں اترتیں، دوسروں کے نزدیک وہ بھی صحیح ہوسکتی ہیں۔ گویا بخاری شریف میں صرف 2513 صحیح احادیث مذکور ہیں بقول امام بخاری ایک لاکھ صحیح احادیث مجھے یاد ہیں تو باقی صحیح احادیث کہاں گئیں، لازمی بات ہے کہ وہ احادیث دیگر آئمہ نے اپنی اپنی کتب میں درج کی ہیں۔ پس صحیح بخاری کے علاوہ کسی دوسری حدیث کو صحیح نہ ماننا یہ دراصل امام بخاری کو رد کرنا ہے۔

نیز یہ بھی کہ امام بخاری کو صرف ایک لاکھ احادیث صحیحہ یاد تھیں تو کیا کل احادیث صحیحہ صرف وہی ہیں جو امام بخاری کو یاد تھیں، نہ جانے ان کے شیوخ و اساتذہ کے پاس کتنی احادیث صحیحہ تھیں اور انہیں یاد تھیں۔ امام احمد بن حنبل جو امام بخاری کے استاد ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے 7 لاکھ احادیث یاد ہیں تو کیا انہیں یہ ساری غیر صحیح احادیث یاد تھیں۔ حالانکہ امام بخاری خو 8 مرتبہ بغداد شریف میں امام احمد بن حنبل کے پاس گئے، ان کی خدمت کرتے، ان کے گھر رہتے اور ان سے سماع کرتے رہے۔

اجتہاد امام بخاری

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ترجمۃ الباب اصل میں اجتہاد بخاری ہے جس بناء پر انہیں مجتہد کہتے ہیں۔ لہذا ترجمۃ الباب سے اختلاف کرسکتے ہیں کیونکہ وہ حدیث رسول نہیں ہے۔ اس سے امام مسلم، امام ترمذی اور ان کے شاگردوں نے بھی اختلاف کیا۔ ترجمۃ الباب کو فقہ البخاری بھی کہتے ہیں۔ امام بخاری کی فقہ کو ماننے والے اگر فقہ امام اعظم سے اختلاف کرتے ہیں تو فقہ بخاری سے اختلاف کیوں نہیں ہوسکتا۔ ہمارے ہاں یہ زمانہ آ گیا ہے کہ علم رخصت ہوگیا ہے، علم کم ہے اور غصہ زیادہ ہے۔ علم کی کمی ہم غصہ، جوش و خروش، فتویٰ اور تیز زبان سے پوری کرتے ہیں۔ اگر غصہ نکال کر علم سے بات کی جائے تو بات بگڑتی نہیں بلکہ سنور جاتی ہے۔

علمی و فقہی اختلاف گستاخی نہیں

تمام آئمہ نے فقہ، احادیث سے ہی لی ہیں تو اگر ان آئمہ کی فقہ سے اختلاف جائز ہے تو امام بخاری کے ترجمۃ الباب جو کہ اصل میں فقہ البخاری ہے حدیثِ رسول ﷺ نہیں تو اس سے اختلاف کیونکر جائز نہیں ہوسکتا اور یہ اختلاف گستاخی نہیں ہے۔ ہمارے احباب نے گستاخی کا بھی وسیع مفہوم گھڑ رکھا ہے۔ اگر گستاخی کے مفہوم کو اتنی وسعت

Scanned with CamScanner

دے دی جاتی تو علم 14 صدیوں میں اتنا آگے نہ چل سکتا۔ امام اعظم کے پوتے شاگرد امام شافعی ہیں، اگر امام شافعی امام اعظم کی فقہ سے اختلاف کو گستاخی سمجھتے تو مذہب شافعی کبھی وجود میں نہ آتا کہ استاد صاحب نے جب فرمادیا تو وہی حرف آخر ہے۔ اس طرح امام شافعی، امام مالک کے شاگرد ہیں، اگر اختلاف کی گنجائش نہ ہوتی تو مذہب مالکیہ کی موجودگی میں مذہب شافعی پیدا ہی نہ ہوتا۔ اگر علمی اختلاف گستاخی ہوتا تو امام احمد بن حنبل جو امام شافعی کے شاگرد تھے تو مذہب حنبلی وجود میں نہ آتا بلکہ مذہب شافعی ہی رہتا۔ نیز اگر علمی اختلاف گستاخی ہوتا تو کوئی مذہب نہ بنتا صرف دو مذہب رہتے۔

ا۔ حنفی، ۲۔ مالکی کیونکہ باقی تو سب ان کے شاگرد ہیں۔ اگر علمی اختلاف گستاخی ہوتا تو امام ابو یوسف، امام محمد، امام ذفر، امام اعظم سے اختلاف نہ کرتے۔

پس علمی اختلاف سے ہی علم کا ارتقاء ہوتا ہے حتی کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی نے فتاویٰ رضویہ اور اپنی دیگر کتب میں 4 ہزار مقامات پر اپنے سے پہلے آئمہ اور فقہاء احناف کے ساتھ فروعات پر علمی اختلاف کیا وہ پھر بھی سنی رہے بلکہ امام اہل سنت رہے، جن آئمہ سے اختلاف کیا ان میں امام طحطاوی، امام شامی، صاحب درمختار، صاحب ردالمختار، صاحب قاضی خان، صاحب عالمگیری شامل ہیں۔ اگر ہم سے کوئی معمولی سا علمی اختلاف آئمہ سے ہوجائے تو کیا ہم اہل سنت کے ایک فرد کی حیثیت سے بھی نہ رہیں گے۔ یہاں یہ بھی واضح کردوں کہ اعلیٰ حضرت میرے دادا استاد ہیں۔ میرے اور اعلیٰ حضرت کے درمیان تین طرق ایسے ہیں کہ میں ان کا صرف ایک واسطے کے ساتھ شاگرد ہوں اوران واسطوں میں حضرت ضیاء الدین مدنیؒ، حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری حزب الاحناف والے۔ میں نے 4 سال ان سے درس حدیث لیا) اور حضرت مولانا سید عبدالمعبود جیلانی، ان کی وفات 165 برس کی عمر میں ہوئی اور وہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ تھے اور ان کی ولادت مدینہ میں ہوئی تھی۔ یہ بھی اعلیٰ حضرت کے براہ راست شاگرد تھے۔ علاوہ ازیں یہ علامہ فضل حق خیر آبادی، حضرت پیر پٹھان، حضرت شاہ سلیمان تونسوی اور میرے شیخ سیدنا طاہر علاؤالدینؒ کے دادا اور پردادا حضرت سید علی النقیب اور سید عبدالرحمٰن النقیب کے بھی براہ راست شاگرد ہیں۔ علاوہ ازیں زیادہ واسطوں والے طرق بھی موجود ہیں جن کے ذریعے مجھے اعلیٰ حضرت کے شاگرد ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ ان میں علامہ کاظمی شاہ صاحبؒ اور محدث اعظم سردار احمد صاحبؒ شامل ہیں اور یہاں دو دو واسطے درمیان میں ہیں۔

سمجھانا مقصود یہ ہے کہ جب تک تعصب کے کلچر سے باہر نہیں نکلیں گے، تنگ نظری کے کلچر سے باہر نہیں نکلیں گے اور علم وتحقیق کا دروازہ کھلا نہیں رکھیں گے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ادب اور شے ہے۔ علمی اختلاف اور شے ہے۔ امام احمد بن حنبل کا اختلاف تو یہ تھا کہ مذہب شافعی کے ہوتے ہوئے ایک مستقل فقہی مذہب الگ بنادیا اور ادب کا درجہ یہ تھا کہ جب بغداد میں امام شافعی کے پاس تھے تو امام شافعی گھوڑے پر سوار ہوتے اور آپ گھوڑے کے پائیدان کو پکڑ کر تیز چلتے چلتے ان کے فرمودات کو نقل کرتے۔ یہ ادب تھا اور الگ فقہی مذہب کا قیام اختلاف تھا۔ اس صورت علم فروغ پاتا ہے۔ نئے راستے بیان کرنا اگر ادب کے خلاف ہوتا تو حضور سیدنا غوث الاعظمؓ کی طرف سے طریقت بیان ہوجانے کے بعد نہ کہیں چشتیت وجود میں آتی اور نہ ہی سہروردیت اور نقشبندیت وجود میں آتی۔ یہ سب حضور غوث الاعظمؓ سے اکتساب فیض کرنے والے ہیں مگر انہوں نے الگ اصول وفروع طریقت کے وضع فرمائے اور مذاہب طریقت کے بانی ہیں۔

امام مسلم، امام بخاری کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے امام بخاری سے اختلاف کیا۔ الغرض ہر امام اپنے شیخ واستاد سے علمی سطح پر رائے مختلف رکھتا تھا مگر ادب اپنی جگہ تھا۔ ادب اور علمی تحقیق کے اختلاف کا کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ ہمارے مسلک کو نقصان اس تنگ نظری نے پہنچایا، ہم نے تحقیق کے دروازے بند کردیئے اور اگر کوئی تحقیق کرے اور نئی تحقیق کے ساتھ کوئی نئی بات سامنے رکھے تو ہم فوری اس کے پیچھے پڑجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا تم ان سے بڑے ہو، ان سے

مختلف بات کردی حالانکہ 1400 سال کی تاریخ اس سے مملو ہے کہ اصاغر و اکابر اختلاف کرتے آئے ہیں مگر حق انہی کا ہے جو حق دار ہے ایسا نہیں کہ ہر جاہل قلم اٹھالے اور اختلاف کرتا پھرے۔ پس اگر امام اعظم کی فقہ سے اختلاف جائز ہے تو امام بخاری کے ترجمۃ الباب/ فقہ البخاری سے اختلاف خلاف ادب نہیں ہوگا۔

امام بخاریؒ کے قائم کردہ تراجم الابواب اور احادیث نبویؐ

امام بخاری نے تراجم الابواب میں اپنا موقف بیان کیا۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مسئلہ پر اپنے رجحان علمی، مذہب فقہی، رجحان طبع اور اپنی تحقیق کو پوری امانت، دیانت اور عدل وانصاف کے ساتھ ترجمۃ الباب میں روایت حدیث سے پہلے درج کرتے ہیں اور بعد میں احادیث صرف وہ لاتے ہیں جو ترجمۃ الباب میں مذکور ان کے موقف کے مطابق ہوتی ہیں۔ بخاری شریف صرف احادیث کی کتاب نہیں بلکہ تراجم الابواب کی صورت میں امام بخاری کے اپنے فقہی رجحان اور فقہی اجتہاد کی کتاب بھی ہے جنہوں نے یہ فرق ملحوظ نہیں رکھا انہیں کثرت سے مغالطے لگے اور یہ فرق میرا پیدا کردہ نہیں بلکہ محقق، مسلّم اور متفق علیہ فرق ہے۔ اہل علم اس کا انکار ہی نہیں کر سکتے۔ جو یہ فرق ملحوظ رکھیں گے وہ ٹھوکر نہیں کھائیں گے۔

کھڑے اور بیٹھ کر پیشاب کرنے پر مذہب امام بخاری

مثلاً امام بخاری نے صحیح البخاری میں کتاب الوضو، باب ۶۳ البول قائما وقاعدا (کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا) حدیث نمبر ۲۲۴ میں امام بخاری نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کے متعلق حدیث ذکر کی ہے اور پوری بخاری شریف میں امام بخاری نے کسی مقام پر بیٹھ کر پیشاب کرنے کے متعلق حدیث ذکر نہیں کی۔ وہ لوگ جو بخاری شریف کے علاوہ کوئی اور حدیث ماننے کو تیار نہیں اور سمجھتے ہیں کہ بخاری کے باہر کوئی اور حدیث صحیح نہیں انہیں آج سے چاہئے کہ وہ بیٹھ کر پیشاب کرنا بند کر دیں اور وہ یورپین، امریکن کلچر کی طرف آجائیں کیونکہ بخاری شریف میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی حدیث نہیں، باب ضرور قائم ہے ”البول قائماً و قاعداً“ باب میں دونوں لفظ بیان کئے، حدیث صرف کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی لائے۔ (صحیح البخاری جلد ا ص ۹۰ حدیث ۲۲۲)

اور حضور ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیوں کیا اس بارے کچھ ذکر نہیں کیا۔ امام حاکم نے المستدرک میں بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کو گھٹنوں میں درد تھا جس بناء پر آپ نے ایک دفعہ کھڑے ہوکر پیشاب کیا نیز آپ اس وقت ایک سفر کے دوران صحرا سے گذر رہے تھے۔ اگر صحیح بخاری کو ہی کل علم تصور کر لیا اور بقیہ کتب سے آنکھیں بند کرلیں تو اس پر جو اعتراض وارد ہوگا اہل علم اس کا کیا جواب دیں گے؟ یہاں پر اسی طرح کے اعتراض کے جواب کے لئے امام حاکم کی المستدرک کی طرف اور دیگر کتب حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

دیگر آئمہ نے بیٹھ کر اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کے متعلق احادیث پر مبنی الگ الگ باقاعدہ ابواب قائم کئے اور انکے ذریعے ہم نے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی سنت کو سمجھتے ہیں اور اگر صرف صحیح بخاری پر رہیں تو بیٹھ کر پیشاب کرنے کے حوالے سے کوئی سنت سمجھ میں نہ آسکے۔ دوسری کتب حدیث میں قاعداً بول کرنے کی احادیث مذکور ہیں، صحیح البخاری میں نہیں ہیں۔ امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں قائماً و قاعداً (کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر) دونوں کو ذکر کر دیا، اس سے یہ بات بتادی کہ دونوں طریقے جائز ہیں مگر قاعداً کے حوالے سے حدیث نہیں لاسکے اور صرف قائماً کے حوالے سے ایک حدیث دی کیونکہ ان کا اپنا فقہی رجحان اسی طرف تھا لہذا بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث کو بیان ہی نہیں کیا۔

موزوں پر مسح کرنے کی مدت اور صحیح البخاری

اسی طرح امام بخاری نے صحیح البخاری میں موزوں پر مسح کرنے کی احادیث ذکر کی ہیں مگر ”توقیت“ کی کوئی

حدیث بخاری میں نہیں لائے یعنی مختلف حالتوں میں کتنے وقت تک موزوں پر مسح قائم رہتا ہے اس کا ذکر بخاری شریف میں کہیں موجود نہیں۔ اس کی وجہ امام بخاری کا فقہی رجحان ہے کیونکہ امام بخاری کے نزدیک موزوں پر مسح مطلق ہے اس میں وقت کی قید نہیں۔ اب ہمارا طرزِ عمل یہ ہے کہ اگر مقیم ہے تو موزوں پر مسح ایک دن کے لئے ہوتا ہے اور اگر مسافر ہے تو موزوں پر مسح کی مدت تین دن تک ہے یہ چیز صحیح مسلم میں مذکور حدیث سے ثابت ہے، بخاری سے یہ توقیت نہیں ملتی امام مسلم نے کتاب الطہارۃ میں باقاعدہ باب قائم کیا ہے "التوقيت في المسح على الخفين" اور اس میں حدیث نمبر ۶۳۸ اور ۶۳۹ ذکر کی ہے اور یہ احادیث بھی احادیث صحیحہ ہیں۔

ان مثالوں کو دینے کا مقصد یہ ہے کہ وہ احباب جو یہ سمجھتے ہیں کل صحیح احادیث بخاری میں ہیں، یہ غلط ہے یا جو یہ سمجھتے ہیں کہ جو صحیح بخاری میں نہیں وہ صحیح نہیں، یہ تصور بھی باطل ہے۔

رفع یدین اور صحیح البخاری

اس طرح امام بخاری نے صحیح البخاری میں کتاب الاذان، باب نمبر ۸۵ الی این یرفع یدیہ (نماز میں ہاتھ کس جگہ تک اٹھائے جائیں) میں حدیث نمبر ۷۳۸ کے ضمن میں ذکر کرتے ہیں کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھ صرف کندھوں تک اٹھائیں جائیں۔ اس حدیث کے سوا کوئی اور حدیث امام بخاری اس حوالے سے نہیں لائے۔ اس حدیث سے بھی امام بخاری کا فقہی رجحان سامنے آرہا ہے۔ ترجمۃ الباب قائم کردیا کہ "ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں"۔ اس سے پڑھنے والے کا ایک ذہن بن گیا۔ کمزور علم رکھنے والوں کی غلطی کیا ہوئی کہ انہوں نے باب کا عنوان پڑھا، اس سے ایک ذہن بن گیا جو حدیث اس کے نیچے پڑھی اس حدیث کو بغیر سوچے سمجھے اس باب کے عنوان کے مضمون میں ملادیا۔ (میں نے المنہاج السوی میں محدثانہ طرز پر جو کام کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام تراجم الابواب نئے قائم کئے ہیں۔)

پس امام بخاری کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کی حدیث لائے ہیں اور کان کی لو تک ہاتھ بلند کرنے کی کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ نیز یہ کہ رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث بھی امام بخاری نہیں لائے۔ بعض اہل علم اعتراض کرتے ہیں کہ آپ رفع یدین نہیں کرتے حالانکہ رفع یدین نہ کرنے یا ترک کرنے کی کوئی حدیث بخاری میں نہیں ہے۔ اس کا ایک جواب گذشتہ صفحات پر گذر چکا کہ ہاں رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث بخاری میں نہیں ہے اسی طرح جس طرح بیٹھ کر پیشاب کرنے اور موزوں پر مسح کرنے کے حوالے سے اوقات کا تعین بھی بخاری شریف میں نہیں ہے تو کیا ہوا، کیا کوئی قیامت آ گئی ہے۔ بخاری شریف میں صرف 2513 بحذف تکرار احادیث موجود ہیں۔ امام بخاری نے ایک معیار مقرر کیا ہے اور خود کو یاد صحیح احادیث تقریباً ساڑھے 97 ہزار کو بھی بخاری شریف میں ذکر نہیں کیا۔ بخاری شریف میں اگر مذکور نہیں تو دیگر کتب آئمہ سے دیکھ لیتے ہیں اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ بقیہ کتابیں غلط ہیں۔

ترجمۃ الباب کی وضاحت اور امام ابوحنیفہ پر ہونے والے اعتراض کا جواب

ہاتھوں کو کندھوں تک بلند کرنے والی حدیث کے تناظر میں ترجمۃ الباب کو سمجھتے ہیں۔ امام بخاری نے باب ۸۵ ترجمۃ الباب کا عنوان بیان کیا ہے۔

الی أین یرفع یدیہ. اس عنوان کے بعد آپ لکھتے ہیں۔

وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ فِي اَصْحَابِهِ رَفَعَ النَّبِيُّ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ. "حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھائے"۔

اس حدیث کو بیان کرنے سے قبل امام بخاری نے کوئی سند بیان نہیں کی بلکہ ابوحمید کا قول بغیر سند کے بیان کیا

ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ایسا کیا۔ پس ترجمۃ الباب میں مذکور ابوحمید کا قول امام بخاری کی فقہ ہے۔ آئمہ فقہ، فقہ حنفی اور امام اعظم پر سب سے بڑا اعتراض جو وارد ہوتا ہے اس کا جواب بھی امام بخاری کے اس ترجمۃ الباب کے قائم کرنے سے مل جاتا ہے۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ امام اعظم اور دیگر آئمہ فقہا کسی مسئلے کے اثبات کے لئے اقوال، مراسیل، (مرسل صحابی، مرسل تابعی) مقطوع روایات، (فلاں نے کہا کہ حضور ایسا کرتے تھے فلاں تابعی نے کہا کہ حضور ایسا کرتے تھے) ذکر کرتے ہیں اور حضور کا قول یا سنت بیان کردیتے ہیں اور امام بخاری و مسلم کی طرح پوری سند روایت نہیں کرتے۔ لہذا ہم ان کی بات کونہیں مانتے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ تمام آئمہ فقہ (امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد حنبل)، آئمہ مذہب و مجتہد مطلق جب فقہ کا مسئلہ سمجھانا چاہتے ہیں تو یاد رکھ لیں کہ حکم فقہ سمجھانے کے لئے امام فقہ کو سند کے ساتھ حدیث بیان کرنے کی حاجت نہیں ہوتی وہ خود معتمد، ثقہ ہوتا ہے خواہ وہ تابعی ہے، تبع تابعی ہے یا خیر القرون سے ہے اور اپنی پوری محقق سند کے ساتھ وہ صحابی کو بیان کررہا ہے یا تابعی کا قول بیان کررہا ہے کہ ابن سیرین نے کہا، شعبی نے کہا، زہری نے کہا حسن بصری نے کہا، قتادہ نے کہا، عکرمہ نے کہا، جب وہ اعتماد، وثوق اور پوری ثقاہت کے ساتھ صحابی، تابعی یا تبع تابعی کو بیان کرتے ہیں کہ

فقال رسول الله هكذا (حضور ﷺ نے ایسا کہا) اوقال رسول الله هكذا (یارسول اللہ نے ایسا کہا) اور ان کے قول کو روایت کرتے ہیں تو اعتماداً ان کا قول حکم مرفوع کی طرح ہوتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح امام بخاری نے بخاری شریف میں اول تا آخر جو عمل ترجمۃ الباب میں کیا ہے وہ عمل امام اعظم نے کیا ہے۔ امام بخاری نے جو کچھ ترجمۃ الباب میں کیا وہی کچھ آئمہ فقہ کرتے ہیں۔ امام اعظم کا ترجمۃ الباب چونکہ بیان فقہ کے لئے ہے، بیان حکم کے لئے ہے، استنباط احکام کے لئے ہے اور اپنے فقہی مذہب کے اظہار کے لئے ہے اس لئے وہ ایسے قول سے روایت کرتے ہیں جن پر انہیں اعتماد ہوتا ہے۔ جس طرح امام بخاری کو ابوحمید پر اعتبار ہے اور ابوحمید کو اس سند پر اعتماد ہے جس سے انہوں نے حضور ﷺ کا عمل لیا۔ لہذا آئمہ فقہ کے بیان وہ درجہ رکھتے ہیں جو امام بخاری کے ترجمۃ الباب کا ہے اور جہاں وہ پوری سند کے سند حدیث روایت کردیں تو اس کا وہ درجہ ہوتا ہے جو کتب حدیث میں اسناد حدیث کا ہے اس قول کو بیان کرنے کے بعد امام بخاری حدیث روایت کرتے ہیں۔

عن عبدالله بن عمر قال رايت النبی ﷺ افتتح التكبير فی الصلاة ورفع يديه حين يكبر حتى يجعلهما حذو منكبيه. (صحيح البخاری جلد ۱ حديث ۷۸۷)

''حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ نماز کا افتتاح کیا، تکبیر کہی اور اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھائے''۔

امام بخاری نے کانوں تک ہاتھ بلند کرنے کی حدیث کو بخاری شریف میں بیان ہی نہیں کیا اور بیان نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اوپر ترجمۃ الباب میں اپنا فقہی مذہب بیان کرچکے ہیں۔ اب حدیث صرف وہ بیان کریں گے جو ان کے بیان کردہ فقہی مذہب کو ثابت کررہی ہو۔ گویا صحیح البخاری، کتاب الحدیث بھی ہے اور کتاب الفقہ بھی ہے اس فرق کو سمجھے بغیر بخاری پڑھیں گے تو مغالطہ پیدا ہوگا۔ سمجھ کر پڑھیں گے تو مغالطے دور ہوجائیں گے۔

کانوں تک ہاتھ بلند کرنے کی حدیث، حدیث صحیحہ ہے اور اس کو امام مسلم نے صحیح مسلم میں بیان کیا ہے۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ۹ استحباب رفع اليدين میں امام مسلم نے پہلے وہ احادیث بیان کی ہیں جن میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر موجود ہے اور اس کے بعد حدیث ۸۶۳ اور ۸۶۴ نمبر حدیث ذکر کی ہے۔

Scanned with CamScanner

عن مالک بن حویرس ان رسول الله کان اذا اکبر رفع یدیه حتی حذو اذنیه۔
''حضور ﷺ نے جب تکبیر کہی اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور اتنے بلند کئے کہ کانوں کے برابر کر دیئے''۔

اب ہمارے فقہی مذہب کو تقویت دینے والی حدیث امام مسلم لے آئے اور امام بخاری نہیں لائے اور اس طرح دوسری حدیث میں بھی کانوں تک ہاتھ بلند کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنے والی حدیث کو دیگر آئمہ میں سے امام ترمذی، امام مالک (الموطا) اور دیگر آئمہ نے بیان کیا ہے مگر امام بخاری نے بیان نہیں کیا اور اس لئے نہیں بیان کیا کہ ترجمۃ الباب میں ان کا فقہی مذہب درج ہے اور اس کے مطابق ایک حدیث درج کر دی ہے۔

لہذا حدیث کے ثقہ ہونے کے لئے یہ پیمانہ نہیں کہ وہ کسی کتاب میں ہے اور کسی میں نہیں ہے بلکہ حدیث کے معتبر اور ثقہ ہونے کا دارومدار سند پر ہے اور دیگر اسناد کے ساتھ اس کی تائید ہے۔ (منہاج السوی میں ان تمام احادیث کو بمعہ حوالہ جات ذکر کر دیا گیا ہے جس میں نماز کے افتتاح کے علاوہ رفع یدین کا ذکر نہیں ہے) اس طرح دیگر آئمہ حدیث اس طرح کے مسائل کے حوالے سے دونوں پہلوؤں سے احادیث لاتے ہیں جیسے ''رفع الیدین'' اور ''ترک رفع الیدین'' کے حوالے سے امام نسائی نے الگ الگ باب قائم کئے۔ صحاح ستہ کے بعض امام دونوں طرف کے باب بتاتے ہیں اور دونوں طرف کی احادیث لاتے ہیں یا ایک ہی باب میں دونوں طرف کی احادیث لاتے ہیں، امام بخاری صرف ایک طرف کی احادیث لائے ہیں کیونکہ ترجمۃ الباب میں اپنا فقہی مذہب بیان فرما چکے ہیں اور یہ اعتراض کی بات نہیں ہے وہ محدث بھی ہیں اور مجتہد بھی ہیں اور اپنے اجتہاد کی تائید میں احادیث لائے ہیں۔ لہذا بخاری شریف میں سے کسی حدیث کو بطور ثبوت مانگنے کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے کیونکہ جو چیز امام بخاری کے اجتہاد سے مختلف ہے اسے امام بخاری کیوں لائیں گے۔ اسے تو دیگر آئمہ لائیں گے۔ اسناد کا صحیح ہونا ضروری ہے کسی کتاب کو قبولیت و عدم قبولیت کا پیمانہ نہ قرار دینا ضروری نہیں۔

سنن الترمذی اور رفع یدین

اسی طرح سنن ترمذی باب ۷۶ میں باب کا عنوان امام ترمذی نے قائم کیا ہے۔ باب رفع الیدین عند الرکوع (رکوع کے وقت رفع یدین کرنا) اب جو احادیث رکوع کے وقت رفع یدین کی ہیں وہ تو اس باب کے تحت آنی چاہئیں اور وہ احادیث جن میں رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر ہی نہیں بہتر ہوتا کہ وہ اس باب کے تحت درج نہ فرماتے ان کے لئے الگ باب قائم ہوتا اور اسطرح حنفیہ پر اعتراض نہ آتا لیکن امام ترمذی اس باب کے تحت دوسری احادیث کے ساتھ یہ حدیث بھی لائے ہیں۔

قال عبدالله بن مسعودؓ الا اصلی بکم صلاۃ رسول الله، فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرۃ۔
''کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں، عرض کیا: دکھائیں، پس انہوں نے نماز پڑھی اور سوائے پہلی مرتبہ کے رفع یدین نہ کیا''۔

امام ترمذی ہمارے امام ہیں، ہمارے سر اور آنکھوں پر ہیں، میں تنقید نہیں کر رہا، ہماری کیا مجال کہ ان کے بارے کچھ کہیں کیونکہ ان کے بارے کچھ کہنا گناہ کے ضمرے میں آئے گا۔ ان کے قدموں کی خاک ہماری آنکھوں کا سرمہ ہے۔ صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ کاش یہ حدیث امام ترمذی اس باب کے تحت درج نہ فرماتے کیونکہ یہ حدیث اس باب کے تحت بنتی ہی نہیں اس باب میں وہی احادیث لاتے جو رکوع کے وقت رفع یدین کو ثابت کرتی ہیں اور ایسی احادیث کے لئے آپ دوسرا باب قائم فرما دیتے اس طرح باب قائم نہ کرنے کی وجہ سے احادیث چھپ گئیں۔

قرأت خلف الامام اور صحیح البخاری

اس طرح امام کے پیچھے قرات کرنے کے حوالے سے امام بخاری نے کوئی باب ایسا قائم نہیں کیا جس میں ترک قرات کا ذکر موجود ہو اور جب انہوں نے اس حوالے سے کوئی باب ہی نہیں بنایا تو اس کا مطلب ہے کہ قرات خلف الامام ان کا فقہی مذہب ہے اور یہ کہنا کہ اس بارے کوئی صحیح حدیث نہ تھی اس لئے باب نہیں بنایا تو یہ بات غلط ہوگی کیونکہ امام بخاری نے خود کو یاد ساڑھے 97 ہزار احادیث صحیحہ کو بھی صحیح البخاری کا حصہ نہیں بنایا۔

امام کے پیچھے قرات نہ کرنے والی حدیث کو امام مسلم نے ذکر کیا ہے حالانکہ امام مسلم خود قرات خلف الامام کے قائل تھے اور امام مسلم نے اس "ترک قرات خلف الامام" والی حدیث کو اس بات کے عنوان سے ذکر نہیں کیا بلکہ سجود التلاوۃ کے عنوان سے قائم باب میں ذکر کر دیا کیونکہ اس حدیث میں سجدہ تلاوت کا مضمون بھی مذکور تھا۔ لہذا سجدہ تلاوت کے مضمون کی وجہ سے امام مسلم نے امام کے پیچھے قرات نہ کرنے والی حدیث اس باب میں بیان کردی حالانکہ سجدہ تلاوت کے مضمون سے قبل امام کے ساتھ یا پیچھے قرات نہ کرنے کا مضمون آیا ہے اس کا الگ باب نہیں بنایا۔

عن عطا بن یسار انه سال زید بن ثابت عن القراۃ مع الامام قال لاقرات مع الامام فی ای شیء.

"حضرت عطا بن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت سے سوال کیا کہ امام کے ساتھ قرات کا حکم کیا ہے؟ انہوں نے کہا کسی چیز میں بھی امام کے ساتھ قرات جائز نہیں"۔

اس حدیث میں آگے آتا ہے کہ والنجم کی تلاوت کی اور میں نے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔ اس سجدہ تلاوت کے مضمون کی وجہ سے اسے اس باب میں ذکر کر دیا اور چونکہ امام مسلم کا اپنا موقف بھی قرات خلف الامام بارے اثبات میں ہے اس لئے انہوں نے "لاقرات مع الامام" کے عنوان سے باب قائم نہیں کیا کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ جب امام حدیث کسی عنوان کے ایک پہلو پر تو باب قائم کرتا ہے اور دوسرے پہلو پر باب قائم نہیں کرتا تو پڑھنے والے کا ذہن بھی اس دوسری طرف التفات نہیں کرتا کہ اگر وہ چیز جائز ہوتی تو امام الحدیث اس کو یہاں ذکر ضرور کرتا۔ امام مسلم نے قتادہ سے روایت کیا۔

فاذا قراء ا فانصتوا (جب امام قرات کرے تو تم چپ ہوجایا کرو) (صحیح المسلم، ج۱، ص۳۰۴، حدیث۴۰۴)

اگر یہ حدیث الگ کا باب قائم کر کے اس کے نیچے درج کی جاتی تو فاتحہ یا قرات خلف الامام کا مسئلہ سمجھ میں آجاتا مگر اس باب کو قائم کرنے کی بجائے اس حدیث کو امام مسلم "التشهد فی الصلاۃ" کے باب میں لے گئے۔ اب جبکہ حدیث مختلف باب کے عنوان کے تحت درج ہوگی تو دھیان اس طرف کیسے جاسکتا ہے۔

فقہ حنفی احادیثِ صحیحہ پر قائم ہے

اب بتانا یہ چاہتا ہوں کہ یہ باب جو آئمہ حدیث نے قائم کئے یہ مصطفی ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ آئمہ حدیث کے اجتہاد ہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ یہ احادیث امام اعظم ابوحنیفہ کو پہنچیں تو انہوں نے باب "ترک القراۃ خلف الامام" قائم کر کے یہ حدیث لکھ دیں اور یہ احادیث امام بخاری و مسلم کو پہنچیں تو انہوں نے دوسرا عنوان قائم کر کے احادیث لکھ دیں، ترجمۃ الباب بدل گئے اور حدیث وہی رہی پس اسی طرح فقہ حنفی میں شامل دیگر عقائد بھی احادیث صحیحہ پر قائم ہیں۔

سنن الترمذی اور قرأت خلف الامام

اس طرح سنن الترمذی میں حدیث مبارکہ ہے کہ جسے حسن صحیح کا درجہ حاصل ہے۔

انه سمع جابر بن عبدالله یقول من صلی رکعتا لم یقرا فیها ام القرآن فلم یصلی الا ان یکون

ورآء الامام. (سنن الترمذی جلد ۱، ص ۳۴۶ حدیث ۳۱۲)

''حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جس نے ایک رکعت بھی پڑھی اور اس میں سورہ الفاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز پڑھی ہی نہیں سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے پڑھ رہا ہو''۔

اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنا جائز ہے اس کو امام ترمذی نے کتاب الصلاۃ میں روایت کیا مگر اس کے لئے جو باب کا عنوان قائم کیا ہے وہ ہے۔

ماجاء فی ترک قرات خلف الامام اذا جهر الامام بالقراة (جب امام جہری نماز پڑھا رہا ہو تو اس کے پیچھے قرات نہ کی جائے)

حالانکہ حدیث مبارکہ میں جہر اور سر کا بالکل ذکر ہی موجود نہیں ہے پس باب کا عنوان حدیث نہیں ہوتا بلکہ امام الحدیث کا اپنا اجتہاد ہوتا ہے اب ہم حدیث کو دیکھیں کہ جس میں الا ان یکون ورآء الامام (سوائے اس کے کہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو) کے الفاظ قرات خلف الامام کی نفی کر رہے ہیں یا محدث کے ترجمۃ الباب کو دیکھیں جو کہ اس کا اپنا اجتہاد ہے پس ہم حدیث مبارکہ کو دیکھتے ہوئے باب کے عنوان کی بجائے حدیث مبارکہ پر اپنے مذہب کے مطابق پیروی کرتے ہیں۔

امام مالک اور قرأت خلف الامام

اسی طرح موطا میں امام مالک نے کتاب الصلاۃ میں باب نمبر ۸ ماجاء فی امم القرآن (سورۃ فاتحہ کے بارے میں) قائم فرمایا اس میں قرات خلف الامام کے الفاظ کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اس باب میں امام مالک حدیث ۱۹۱ بیان کرتے ہیں۔

انه سمع جابر بن عبدالله يقول من صلى ركعتا لم يقراء فيها بام القرآن فلم يصلى الا ورآء الامام. (موطا امام مالک، ج۱، ص ۸۶ حدیث ۱۹۱)

اس حدیث میں بھی امام کے پیچھے قرات نہ کرنے کے بارے میں ہے مگر امام مالک نے اس کا الگ باب قائم نہ فرمایا اچھا ہوتا کہ اس کو الگ باب کے عنوان سے بیان فرمادیتے کیونکہ نفس حدیث میں وہ بات نہ تھی جس عنوان سے باب قائم کر رہے ہیں۔ اس طرح باب ۵۰، کتاب ۱۰ میں باب کا عنوان درج کرتے ہیں۔

ترک القرآۃ خلف الامام فیما جهر فيه.

''امام کے پیچھے اس نماز میں قرات نہ کرنا جس میں وہ جہری قرات کرتا ہے''۔

اور اس باب کے تحت امام مالک حدیث لائے ہیں۔

ان عبدالله بن عمر كان اذا سئل هل يقرا احد خلف الامام قال اذ صلى احدكم خلف الامام فحسبه قرات الامام واذا صلى وحده فليقرا.

''حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شخص امام کے پیچھے قرات کرے انہوں نے کہا جب کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات اسے کافی ہوتی ہے اور جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو تب قرات کرے''۔

یہاں مطلقاً سوال پوچھا گیا جہری یا سری نمازوں میں قرات کا سوال نہ کیا گیا مگر باب کا عنوان اپنے فقہی مذہب کے مطابق جہری نماز کے حوالے سے باندھا گیا۔ پس یہ ایک فقہی رجحان ہے اور یہ حق ہے کہ ترجمۃ الباب کو آئمہ اپنے فقہی مذہب کے مطابق درج کرتے ہیں۔ اس طرح امام اعظم کا بھی ایک فقہی رجحان ہے۔ اگر فقہی رجحان کے مطابق ابواب بنانا اور انکے مطابق احادیث لانے کا حق امام بخاری، امام مالک، امام مسلم، امام ترمذی اور دیگر تمام آئمہ کو

حاصل ہے تو امام اعظم پر اعتراض کرنے والے یہ حق امام اعظم کو کیوں نہیں دیتے۔

درج بالا حدیث اپنے معنی میں اپنے مفہوم میں اپنے ابلاغ میں بڑی واضح ہے، مبہم نہیں ہے، شک و شبہ اور التباس سے بالاتر ہے مگر اس کے باوجود امام مالک نے دیگر آئمہ حدیث کی طرح اس حدیث کو باب ترک القراۃ خلف الامام فیما جھر فیہ کے تحت درج کر دیا گیا کاش وہ اس حدیث کو اس کے نفس مضمون کے اعتبار سے الگ باب کے عنوان کے تحت درج کرتے۔

آئمہ حدیث کے تراجم الابواب کے قائم کرنے کے حوالے سے محدثین کا ردِّعمل

آئمہ حدیث کے ایسے اقدامات پر آپ امام عسقلانی، امام کرمانی، امام عینی، شاہ ولی اللہ، امام قسطلانی، امام نووی، شروح بخاری، شروح مسلم، شروح ترمذی، شروح ابی داؤد کو پڑھ لیں ہر محدث بیان کرتا ہے کہ حدیث الباب سے ترجمۃ الباب مختلف ہے اور دونوں آپس میں ملتے نہیں ہیں۔ آئمہ حدیث لکھتے ہیں کہ حدیث الباب سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوتا ہے، کبھی محدث بیان کرتا ہے کہ حدیث الباب سے ترجمۃ الباب مختلف ہے۔ مطابقت نہیں ہے۔ پس تراجم الابواب پر لکھنے والے کل محدثین اس بات کو بیان کرتے ہیں۔

میں بھی ان کے تتبع میں ادباً عرض کر رہا ہوں کہ جہاں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحیح البخاری اور دیگر صحاح ستہ میں سے کثرت سے مذہب امام اعظم ثابت نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ درج شدہ احادیث اور تراجم الابواب میں مطابقت نہیں ہے۔ احادیث وہی ہیں کسی اور کتاب کو نہ لیں صرف صحاح ستہ پر مدار کریں اور انکے تراجم الابواب بدل ڈالیں پورا مذہب امام اعظم ابوحنیفہ ثابت ہوجائے گا کیونکہ تراجم الابواب آئمہ حدیث کے اجتہاد ہیں، حدیث رسول نہیں ہیں اور ہم اجتہاد بخاری کے مقلد نہیں ہیں ہم اجتہاد ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔ امام بخاری ہمارے امام ہیں، امیر المومنین فی الحدیث ہیں، امام مطلق ہیں امام الائمہ ہیں، امام الحفاظ ہیں، سب سے بڑے سرتاج ہیں مگر روایت حدیث کے، فقہ کے نہیں۔ فقہ کے امام ابوحنیفہ ہیں، جن کا ہر کوئی عیال ہے، جن کا ہر کوئی محتاج ہے۔ پس سمجھ لیں کہ یہ مسائل جو پیدا ہوئے ہیں وہ احادیث کی وجہ سے نہیں بلکہ تراجم الابواب کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے میں نے جب احادیث کی کتب مرتب کیں تو انکے تراجم الابواب خود قائم کئے اور یہ حق ہے اور اس میں کوئی عمل ناجائز نہیں ہے جو حدیث کی کتاب مرتب کرے اس کا حق ہے وہ ترجمۃ الباب کو قائم کرے۔

جس طرح امام بخاری ترجم الابواب قائم کرکے اپنے فقہی مذہب کی تائید میں آیت، حدیث، قول وغیرہ میں سے کچھ لاتے ہیں اس طرح امام مالک بھی احادیث کو روایت کرنے کے بعد اپنا فقہی مذہب بیان کرتے ہیں۔ امام مالک کا اپنا طریق یہ تھا کہ وہ جہری میں قرات امام کے پیچھے نہ کرتے سری میں کرتے تھے۔ درج بالا حدیث کو بیان کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں۔

''ہمارا مذہب یہ ہے کہ جہری نماز ہو تو امام کے پیچھے قرات ترک کردی جائے اور اگر سری نماز ہو تو امام کے پیچھے قرات کی جائے''

چونکہ مذہب یہ ہے اسلئے اس حدیث کو بھی اس باب میں لے آئے اور اس حدیث کا مفہوم بھی اپنے فقہی مذہب کے مطابق سمجھا۔

آمین بالجہر اور صحیح البخاری

صحیح بخاری میں جتنی احادیث ''امین بالجہر'' کی ہیں ان کے بارے امام بخاری نے ''الجھر بالتامین'' (اونچی

آواز سے آمین کہنا) کے عنوان سے باب قائم کئے ہیں اور پوری بخاری شریف میں اونچی آواز میں آمین کہنے کی ایک بھی حدیث درج نہیں کی ہے۔ امام بخاری نے صحیح البخاری میں کتاب الاذان، باب ۱۱۱، جہر الامام بالتامین'' (امام کا اونچی آواز میں آمین کہنا) قائم کرنے کے بعد عطاء بن یسار کا قول بیان کیا کہ ابن زبیر بیان فرماتے ہیں کہ وہ ان کے پیچھے تھے کہ جب مسجد میں آمین کہتے تو اونچی آواز بلند ہوتی اور پھر حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت نافع کا قول بیان کیا کہ وہ اونچی آواز میں آمین کہنے کو ترک نہ کرتے۔ اس باب کے تحت حدیث امام بخاری صرف ایک لے کر آئے اور اس حدیث میں اونچی آواز میں آمین کہنے کا سرے سے کوئی ذکر ہی موجود نہیں ہے حدیث مبارکہ ہے۔

عن ابی هريرة ان النبیؐ قال اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تامينه، تامين الملائكه غفرله ماتقدم من ذنبه.

''جب امام آمین کہے مقتدیوں تم بھی آمین کہو، جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی اس کی زندگی کے سارے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے''۔

میں آئمہ حدیث کی پیروی میں عرض کررہا ہوں کہ کاش اچھا ہوتا اور بہت اچھا ہوتا اگر امام بخاری اس حدیث کو باب ''فی فضل التامین'' (آمین کہنے کی فضیلت) میں لاتے کیونکہ اس حدیث کے مضمون میں ''الجهر باالتامين'' (اونچی آواز میں آمین کہنے) کا تو ذکر ہی موجود نہیں ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے محدثین نے ترجمۃ الباب سے اختلاف کیا ہے، حدیث سے کوئی اختلاف نہیں کرسکتا۔ اس طرح باب ۱۱۳ ''جهر المامون بالتامين'' (مقتدی اونچی آواز سے آمین کہنے) کے تحت بھی امام بخاری ایک ہی حدیث لائے ہیں۔

عن ابی هريرة ان رسول الله قال اذا قال الامام غير المغضوب عليهم والضالين فقولوا امين، فانه من وافق قوله قول الملائكة غفرله ماتقدم من ذنبه.

''حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب امام ''غیر المغضوب علیھم والضالین'' کہے تو تم آمین کہا کرو، جس کی آمین فرشتوں کے قول کے ساتھ مل گئی اس کے پچھلے گناہ بخشیں جائیں گے''۔

اس حدیث کے مضمون میں بھی کہیں اونچی یا نیچی آواز میں آمین کہنے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ اچھا ہوتا کہ امام بخاری اس حدیث کو بھی ''باب فی فضل التامین'' میں ذکر کرتے اور ''جهر باالتامین'' کا باب قائم ہی نہ کیا جاتا اور فقہا پر چھوڑ دیا جاتا وہ قرائن دیکھ کر فیصلے کرلیتے۔ یہ درایت حدیث کا تو مسئلہ ہے لیکن روایت حدیث کا نہیں ہے۔

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ ہے کہ حضور ﷺ نے نماز میں ''غیر المغضوب علیھم والضالین'' پڑھا اور اس کے بعد آمین کہا اور آمین آہستہ آواز میں کہی۔

عن وائل بن حجر قال سمعت ان النبی قرا غير المغضوب عليهم والضالين فقال امين وخفدبها صوته.

''میں نے سنا کہ حضور ﷺ نے ''غیر المغضوب علیھم والضالین'' کی قرات کی اور پھر حضور ﷺ نے آمین کہا اور اپنی آواز کو پست کرلیا''۔

سنن الترمذی اور آمین بالجہر

اس حدیث کو امام ترمذی اور امام حاکم نے روایت کیا اور امام ترمذی نے کہا کہ ھذا حدیث صحیح (یہ حدیث صحیح ہے) لیکن اس حدیث کو جس میں آمین آہستہ کہنے کا ذکر موجود ہے اس کو امام ترمذی نے باب ماجآء فی التامین (آمین کہنے کے باب میں) درج کیا۔

Scanned with CamScanner

اب یہاں "الجھر باالتامین" والا باب بنانا ممکن نہ تھا اس لئے کہ حدیث میں آواز کو پست کرنے کا ذکر موجود تھا تو بہت اچھا ہوتا اگر امام ترمذی اس کے لئے "اخفاء باالتامین" کا باب قائم فرمادیتے مگر وہ قائم نہ فرمایا کیونکہ مذہب فقہی اور رجحان کے خلاف ہے لہذا اس کو عمومی باب بنا کر آمین کے باب میں درج کردیا۔ اب آمین کے باب میں فضیلتیں بھی ہیں کسی کو معلوم نہیں کہ اونچی اور نیچی آواز میں کہنے کی احادیث بھی اس میں موجود ہیں یا نہیں۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ آئمہ حدیث نے احادیث کو روایت کرنے میں عدل کے خلاف کام نہیں کیا۔ تمام آئمہ حدیث عدل، ایمان، تقویٰ، ثقاہت، ایمانداری کے پہاڑ ہیں اگر ان میں یہ کمی ہوتی تو دین کی عمارت گر جاتی، احادیث لی ہیں، فرق ترجمۃ الابواب میں آیا کیونکہ ابواب کو انہوں نے اپنے فقہی اجتہاد کے مطابق قائم کیا۔ نتیجتاً اس کے معانی و مطالب مختلف ہوگئے۔

ان مثالوں کے بعد یہ کہنا کہ صرف بخاری سے دکھائیں ہم نہیں مانتے، امام اعظم کا مذہب، بخاری ومسلم میں ثابت نہیں یہ باتیں حقیقتاً کوئی وجود نہیں رکھتیں۔ امام اعظم، امام بخاری کے بعد ہوتے تو اعتراض کا جواز بھی بنتا وہ تو امام بخاری سے دو نسلیں پہلے ہوگزرے ہیں۔ ان کے پاس تو ان سے اعلیٰ سندیں ہیں۔ ان کی بات زیادہ معتبر ہے، وہ براہ راست یا صحابہ سے سن کر روایت کرتے ہیں یا تابعین سے سن کر روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری اور حضور ﷺ کے درمیان تو 4 یا 5 واسطے ہوئے ہیں تب روایت کرتے ہیں۔ امام اعظم نے وہ روایات بیان کیں اور ان کے تراجم الابواب نفس حدیث کے مطابق مقرر کئے جس سے فقہ حنفی وجود میں آئی۔

خلاصہ کلام

پہلی نشست کے اختتام پر یہ کہنا چاہوں گا کہ خلاصہ کے طور پر یہ ذہن میں رہے کہ تراجم الابواب کے عنوانات آئمہ کے فقہی رجحانات تھے اور وہ باب ان عنوانات سے قائم نہیں فرمائے جوان کے فقہی مذہب یا فقہی رجحان کے خلاف تھے۔ لہذا وہ احادیث جو ان ابواب کے مطابقت میں نہ تھیں ان کو روایت نہ کیا یا اگر احادیث ان ابواب کے مطابقت میں نہ تھیں لیکن ان کو بھی اس باب کے تحت درج کردیا جس کی وجہ سے الگ تفصیل نہ ہوسکی۔

دوسری یہ بات کہ بحذف تکرار بخاری شریف کی احادیث صحیحہ کی تعداد ۲۵۱۳ ہے اور بخاری ومسلم میں بحذف تکرار احادیث صحیحہ کی کل تعداد ۴۰۰۰ ہے۔ اس طرح بقیہ کتب صحاح ستہ سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ ان چاروں میں سے تکرار کو نکال دیں تو ان میں موجود احادیث صحیحہ کی تعداد ۶۰۰۰ بنتی ہے۔ اس طرح صحاح ستہ میں موجود کل احادیث صحیحہ بحذف تکرار ۱۰ ہزار ہیں۔ پس یہ شرط لگانا کہ صحاح ستہ سے اپنی بات کی دلیل کے لئے حدیث دکھاؤ تو یہ بات جہالت کی ہے اس لئے کہ کوئی اصول حدیث ایسا نہیں اور نہ ہی کسی محدث نے یہ قید لگائی ہے اور نہ ہی کبھی آئمہ اسماء الرجال نے کبھی یہ بات کہی کہ صرف صحاح ستہ سے دکھاؤ۔

یہ امر ذہن میں رہے کہ اصحاب صحاح ستہ کے اساتذہ بھی تھے امام بخاری کے ۱۰۸۰ شیوخ تھے، کیا وہ سارے ناقابل اعتبار تھے، غیر ثقہ تھے؟ اگر احادیث انہوں نے روایت کیں اور سند صحیح ہے تو کیوں نہ لی جائیں، اس طرح بقیہ اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ نے کوئی حدیث روایت کی ہے تو اسے کیوں نہ لیا جائے۔ دارقطنی کی سند اگر صحیح ہو تو کیوں نہ لی جائے، مصنف عبدالرزاق کی سند اگر صحیح ہو تو کیوں نہ لی جائے، ابن ابی شیبہ کی سند صحیح ہو تو کیوں نہ لی جائے، اس طرح دارمی، حاکم طبرانی، امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک کی اسناد شرط اسناد پر صحیح ہو تو کیوں نہ لی جائیں صرف صحاح ستہ ہی کی روایت کو قبول کرنے کی شرط فقط علم اصول حدیث سے بے بہرہ اور جاہل ہونے کی علامت ہے

Scanned with CamScanner

کیونکہ اگر یہ شرط لگادیں تو کل صحاح ستہ میں تو صرف بحذف تکرار ۱۰ ہزار احادیث ہیں تو کیا حضور ﷺ سے صرف 10 ہزار صحیح احادیث ثابت ہیں۔ نیز امام احمد بن حنبل نے جو 7 لاکھ احادیث یاد کیں ان کا کیا مقام و مرتبہ تھا۔ امام سیوطی کی کتاب تدریب الراوی میں ہے کہ امام احمد بن حنبل کو 7 لاکھ احادیث یاد تھیں اور 40 ہزار تو انہوں نے اپنی مسند میں روایت کیں۔ اس کو امام ابن جوزی نے بھی بیان کیا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں موجود بحذف تکرار 4 ہزار احادیث موجود ہیں اور اس بات کی تصریح امام ابوالفیض محمد بن علی الفاسی نے جواہر الاصول میں کی۔

صحیح البخاری میں امام بخاری نے کل صحیح احادیث کو جمع کرنے کا التزام نہ فرمایا

علامہ جمال الدین قاسمی نے اصول الحدیث پر کتاب ''قواعد التحدیث'' ص ۱۱۸ میں بیان کیا ہے اور اس کتاب کو غیر مقلدین، سلفی، اہل حدیث ہم سے بھی زیادہ مانتے ہیں۔

اگرچہ یہ چیزیں مقدمہ ابن صلاح، تدریب الراوی، نخبۃ الفکر کی شروح، ابن حجر مکی کی شروح، امام مناوی کی شروح اور اصول الحدیث کی ہر کتاب میں موجود ہیں۔ مگر علامہ جمال الدین قاسمی نے اسے بڑے نظم کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''بخاری میں جو کچھ درج ہے وہ کل صحیح احادیث کا احاطہ نہیں ہے اس لئے کہ امام بخاری نے خود فرمایا کہ ایک لاکھ صحیح احادیث مجھے یاد ہیں اور 2 لاکھ اس کے علاوہ، جو ایک لاکھ امام بخاری نے یاد کیں کیا وہ سند کو سمجھے بغیر یاد کی ہوں گی۔ نہیں بلکہ امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ مجھے ہر حدیث کا نہ صرف متن بلکہ سند بھی یاد ہے، اگر انہوں نے سند کو غلط دیکھا تو اس کے باوجود اس کو یاد کرنے کی زحمت کیوں کی۔ پس جس کو یاد کیا ہوگا وہ سند صحیح ہوگی تب یاد کیا ہے لیکن درج اس لئے نہیں کیا کہ انہوں نے صحیح البخاری کے لئے ایک خاص معیار مقرر کیا تھا اور صرف اس معیار والی احادیث لے لیں اور بقیہ چھوڑ دیں تاکہ باقی آئمہ درج فرمادیں۔ لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ صحیح بخاری میں کل صحیح احادیث آ گئی ہیں۔

علامہ قاسمی آگے فرماتے ہیں کہ اس طرح یہ کہنا بھی غلط ہے کہ کل صحیح احادیث بخاری و مسلم دونوں میں آ گئی ہیں۔ اس لئے کہ بخاری و مسلم دونوں نے یہ اہتمام ہی نہیں کیا کہ ساری احادیث کو صحیحین میں جمع کر دیا جائے۔

پس آج کے ''صاحبان علم'' کس طرح یہ بات ان سے منسوب کرنا چاہتے ہیں کہ اگر بخاری و مسلم میں نہیں تو ہم نہیں مانتے یہ بات تو ان دونوں نے بھی نہیں کہی جو بخاری و مسلم میں نہ ہو وہ قبول نہ کریں۔ امام سخاوی ''فتح المغیث'' میں بیان فرماتے ہیں کہ امام بخاری و مسلم نے بعض وہ احادیث جو دونوں کے معیار پر بھی پوری اترتی تھیں ان کو بھی بخاری و مسلم میں طوالت کے خوف سے جمع نہیں کیا پھر یہ اہتمام دارقطنی، امام حاکم، امام ابن حبان نے کیا کہ وہ احادیث لیتے ہیں اور اسکے آخر میں لکھ دیتے ہیں کہ حدیث صحیحین کی شرط پر صحیح ہے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے، کبھی کہتے کہ یہ حدیث شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے کبھی لکھتے هذا حديث صحيح على شرط غيرهما، کہ ان دونوں کی شرائط کے علاوہ صحیح ہیں۔ اس لئے یہ قول غلط ہے کہ صرف ان پر مدار کیا جائے۔ امام حاکم، مستدرک جلد ۱ ص ۲ پر روایت کرتے ہیں۔

امام بخاری و مسلم میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو حدیث ہماری کتابوں میں نہ ہو وہ نہ لی جائے۔ معلوم ہوا صحیح بخاری میں جو احادیث آ گئی ہیں وہ اپنے اسناد کے اعتبار سے درجہ صحت میں سب کتب حدیث سے اعلیٰ ہیں۔ ایمانداری اور عدل کے اصول پر یہ مقام بخاری ہے۔ نیز ہزاروں، لاکھوں احادیث صحیحہ دیگر کتب میں بھی موجود ہیں جس میں سے بعض بخاری و مسلم کے معیار پر ہیں اور بعض اس معیار کے علاوہ بھی صحیح ہیں جنہیں دیگر آئمہ حدیث نے لیا اور انہیں ترک نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بخاری و مسلم خود ان سے احادیث سے لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روایت و درایت دونوں نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین (جاری ہے) ❁❁❁❁❁

مقام نبوت ﷺ

حجیت حدیث

پر خصوصی مقالہ

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِىْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ.

''ہمیں معلوم ہے کہ (اے محبوب) تمہیں ان کی باتیں رنجیدہ کرتی ہیں، تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں''۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا. وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ.

''اور (یارسول اللہ!) آپ سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر صبر کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں اور آپ کے پاس رسولوں کی خبریں آ ہی چکی ہیں''۔ (الانعام، ۶: ۳۳-۳۴)

منافقین: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ.

''اور کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائے (نبی کی ضرورت نہیں) اور وہ ایمان والے نہیں''۔ (البقرہ، ۲: ۸)

گویا اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور قیامت پر بھی، مگر جس رسول محترم ﷺ نے اللہ اور قیامت کی پہچان کرائی، اس پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔۔ یہی منافق ہیں۔

میرے نبی کو نہ ستاؤ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا. (الاحزاب ۳۳: ۶۹)

''اے ایمان والو! ان (یہودیوں) جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے انہیں بری فرمادیا ان کی بیہودہ باتوں سے، اور وہ اللہ کے یہاں عزت و آبرو والے ہیں''۔

گویا اپنے نبی کا کلمہ بھی پڑھنا اور اس کے خلاف محاذ آرائی کر کے اسے اذیت بھی دینا یہود کا وطیرہ ہے۔ اے مسلمانوں تم ایسی حرکتوں سے باز رہنا۔

رسول اللہ ﷺ کے دشمن

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ.

''اور جب ان (منافقوں) سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی مانگیں تو اپنے سر گھماتے ہیں

اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں'۔ (المنٰفقون ۶۳:۵)

نبی کے اختیارات نہیں مانتے

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ. اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

''اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب ان کے لئے لکھدوں گا جو پرہیزگار ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ جو غلامی کریں اس رسول کی جو بغیر مخلوق سے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے ہیں، جسے لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس تورات اور انجیل میں، جو انہیں بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع فرماتے ہیں اور ستھری پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال اور گندی پلید چیزیں حرام فرماتے ہیں اور جو ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر ہیں اتارتے ہیں تو وہ جو اس پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم کی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اترا۔ وہی کامیاب ہیں۔ (الاعراف ۷: ۱۵۷،۱۵۶)

یہ ہیں خیرامت کے رسول محترم ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے درج ذیل اوصاف و اختیارات سے نوازا ہے:

۱۔ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں ۲۔ وہ غیب کی باتیں بتانے والے ہیں

۳۔ کسی مخلوق سے کوئی کتاب پڑھے بغیر اللہ کی تعلیم سے (اُمّی) ساری دنیا و آخرت کے علوم و غیوب جانتے ہیں

۴۔ اس نبی مکرم کی تعریف و توصیف تورات و انجیل میں لکھی پاتے ہیں پھر اس کا ذکر مٹانا و دبانا چاہتے ہیں

۵۔ یہ نبی پاک لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں ۶۔ پاکیزہ چیزیں حلال اور گندی چیزیں حرام کرتے ہیں۔

گویا جسے حلال کر دیں وہ ستھری ہے اور جسے حرام کر دیں جیسے کتا، بلی، چوہا، چھپکلی، گیدڑ، لومڑی، شیر، بھیڑیا، گدھا، خچر، کوا، چیل، گدھ، مگرمچھ، کیکڑے، کیڑے مکوڑے، سانپ بچھو، کرلے، شکرا، باز وغیرہ گندی ہے۔ یاد رہے کہ قرآن کریم نے صرف ایک جانور خنزیر کو نجس اور پلید قرار دیا ہے۔ باقی کسی جانور کو پلید ناپاک نہیں بتایا۔ ہاں پاک جانور اگر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے یا غیر کتابی کافر ذبح کرے یا مردار یعنی شرعی ذبح کے بغیر مرجائے لاٹھی لگنے، سینگ لگنے سے اوپر سے گرکر یا پتھر وغیرہ لگنے سے یا درندے کے مارے ہوئے کو حرام قرار دیا۔ ایک کے سوا باقی تمام حرام و نجس جانور قرآن نے نہیں رسول اکرم ﷺ نے حرام کئے ہیں اور آج تک مسلمان اللہ کے حرام کردہ پلید خنزیر کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حرام جانوروں کو بھی حرام مانتے اور ان کے کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ جیسے مذکورہ بالا فہرست سے واضح ہے اور ایسا کیوں نہ ہو اللہ پاک نے اپنے رسول ﷺ کو حرام و حلال مقرر کرنے کا مکمل اختیار دیا ہے اور جو بدبخت نبی ﷺ کے اس مقام و مرتبہ کا انکار کرے اس سے مسلمانوں کو لڑنے کا حکم ہے۔

جو نبی کے حلال و حرام مقرر کرنے کے اختیار کا انکار کرے، اس سے لڑو!

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ.

"لڑو ان سے جو ایمان نہیں لائے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ دین کے تابع نہیں ہوئے۔ یعنی وہ جن کو کتاب دی گئی، جب تک ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں"۔ (التوبہ ۹:۲۹)

شیطان کا بہکاوا ہے کہ صرف قرآن کو مانو اور حدیث رسول پاک ﷺ کو نہ مانو۔ مگر کیا کریں قرآن کی طرف آئے تو اس نے ہمیں بتایا جو اللہ اور اس کے رسول کے حرام کئے ہوئے امور کو حرام نہ مانیں ان سے لڑو۔ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ اے حبیب مکرم تم فرماؤ لوگو! حکم مانو اللہ اور رسول پاک کا۔ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ. پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ پسند نہیں کرتا کافروں کو۔

احسن الحدیث کیا ہے؟

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِہًا مَّثَانِیَ . اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب۔ اول سے آخر تک ایک سی، دوہرے بیان والی۔ (الزمر۳۹: ۲۳)

لھو الحدیث کیا ہے؟

وَمِنَ النَّاسِ من یَّشۡتَرِیۡ لَھۡوَالۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ. وَیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا اُوۡلٰٓئِکَ لَھُمۡ عَذَابٌ مُّھِیۡنٌ.

"اور کچھ لوگ (بیہودہ) کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکادیں، جانے سمجھے بغیر اور اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے"۔ (لقمان ۳۱:۶)

آیت کا پس منظر

نضر بن حارث بن کلدہ دوسرے ممالک میں تجارت کے لئے جاتا وہاں سے عجمیوں کی کتابیں خرید کر لاتا۔ یہ قصے کہانیاں قریش کو سناتا اور کہتا محمد مصطفیٰ ﷺ تم کو عاد وثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں رستم واسفند یار اور شاہان فارس کی کہانیاں سناتا ہوں، کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہوگئے اور قرآن حکیم پڑھنے سننے سے رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی ۱۴/۳۶ طبع بیروت، حضرت عبداللہ بن مسعود، ابن عمر، عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد)

امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے کل لھو باطل اذ اشغل عن طاعة الله "ہر کھیل باطل ہے جب اللہ کی اطاعت سے غافل کرے"۔ حسن بصری نے کہا لھو الحدیث کا مطلب ہے کفر و شرک۔ (ایضاً۔ تفسیر کبیر ج ۲۵ ص ۱۴۱ طبع ایران)

دیکھا؟ خود قرآن پاک میں وضاحت فرمادی گئی کہ لھو الحدیث سے مراد کھیل کود، گناہ اور شرک و کفر ہے۔

ابو امامہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لایتبعوا القینات ولا تشتروھن ولا تعلموھن وثمنھن حرام وفی مثل ھذا نزلت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث.

"گانے والی عورتوں کو نہ بیچو، نہ خریدو، نہ ان کو اس کی تعلیم دو! ان کی قیمت حرام ہے، ایسی ہی باتوں کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ہے اور لوگوں میں سے کچھ لھو الحدیث (بیہودہ گانے) خریدتے ہیں۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ ص۲۴۲)

اللہ و رسول میں تفریق کرنے والے پکے کافر ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا.

''وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کریں اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں کسی پر ایمان لائیں گے اور کسی کا انکار کریں گے اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے درمیان کوئی راہ نکالیں۔ یہی پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔ (النساء: ۴، ۱۵۰۔ ۱۵۱)

اللہ و رسول میں تفرق نہ کرنے والے

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا.

''اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان لانے میں فرق نہ کیا انہیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔ (النساء۴: ۱۵۲)

شیطان نے بلا دلیل قرآن کا نام لیکر حدیث رسول کو لھو الحدیث کہہ کر، اپنے خبث و بغض کا اظہار کیا مگر اللہ پاک نے اپنے سچے کلام کے ذریعہ شیطان کی ناک کاٹ دی اور یہ اعلان کر دیا کہ خدا و مصطفی ﷺ کے درمیان تفریق کرنے والے پکے کافر اور ذلت آمیز عذاب کے حقدار ہیں اور جو ان میں فرق نہ کریں، سب پر ایمان لائیں۔ وہی اجر و ثواب کے حقدار ہیں۔ ان کے بہ تقاضائے بشریت کچھ گناہ ہوئے بھی تو اللہ پاک اپنی بندہ پروری اور اپنے محبوب کے صدقہ سے بخش دے گا۔

کیا جوابِ جرم دو گے؟ تم خدا کے سامنے

لوگو! سب کا ساتھ چھوڑ دو رسول اللہ کا دامن نہ چھوڑنا ورنہ قیامت کے دن اپنے ہاتھ چباؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا. یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا. لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ وَکَفٰی بِرَبِّکَ ھَادِیًا وَّنَصِیْرًا.

''جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا لے گا کہے گا ہائے افسوس کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی، ہائے میرا بیڑا غرق، کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ بے شک اس نے مجھے بہکا دیا، میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے یار و مددگار چھوڑ دینے والا ہے، اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنائے مجرم لوگ۔ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو''۔ (الفرقان ۲۵: ۲۷ تا ۳۱)

نبی کو ستانے والے

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ.

''اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے''۔ (التوبہ ۹: ۶۱)

Scanned with CamScanner

نبی کا مذاق اڑانے والے

قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُوْنَ.

''اے محبوب آپ فرمائیں کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو''۔ (التوبہ۹:۶۵)

کافر ہوگئے

لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ.

''بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہونے کے بعد''۔ (التوبہ۹:۶۶)

نبی کو مت ستاؤ

وَمَاکَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ.

''اور تمہیں اس کی اجازت نہیں کہ رسول اللہ کو ایذاء دو''۔ (الاحزاب۳۳:۵۳)

اللہ و رسول کو ستانے والے لعنتی، جہنمی

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا.

''بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔ (الاحزاب۳۳:۵۷)

حبیب صبر کریں، ظالموں نے ہر نبی کو یونہی ستایا ہماری مدد تمہارے شامل حال ہے

وَلَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ فَصَبَرُوْا عَلٰی مَاکُذِّبُوْ وَاُوْذُوْ حَتّٰی اَتَاھُمْ نَصْرُنَا. وَلَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ وَلَقَدْ جَآءَ کَ مِنْ نَّبَاءِ الْمُرْسَلِیْنَ.

''اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر، یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی اور اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں''۔ (الانعام۶:۳۴)

مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو چھوڑ دے

وَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُوْلِی النَّعْمَۃِ وَمَھِّلْھُمْ قَلِیْلًا.

''اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ! اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو! اور مجھے اور ان جھٹلانے والے سرمایہ داروں کو چھوڑ دو اور انہیں تھوڑی مہلت دو''۔ (المزمل۷۳:۱۰۔۱۱)

قرآن و حدیث دونوں پر ایمان لاؤ

وَمَآاٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوْااللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَاب.

''جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو! بے شک اللہ کا سخت عذاب ہے''۔ (الحشر۵۹:۷)

Scanned with CamScanner

اللہ و رسول کی اطاعت کرو

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ. ’’اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو‘‘۔ (التغابن: ۲۱، آل عمران ۳:۳۲)

رسول اللہ کی طرف نہیں آتے

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنَافِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا.

’’اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ، تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے (یارسول اللہ) منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں‘‘۔ (النساء۴:۶۱)

منافقین کی یہ بڑی علامت ہے کہ قرآن کا نام لو تو دوڑ کر آئیں گے اور جب رسول اللہ ﷺ کی طرف بلاؤ تو منہ موڑ لیتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ جب تک قرآن کریم کے ساتھ نبوی عملی تشریح و تفسیر ہوگی، یہ شیطان اس کا مفہوم بدل نہ سکیں گے اور من مانی شیطانی تحریفات و تاویلات نہیں کرسکیں گے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ اور آپ کی سنت حدیث کے خلاف شیطانی مشنری جذبہ سے، سامراج کی مالی و سیاسی و فوجی حمایت سے زور دار پروپیگنڈا کرو تاکہ جہلاء اور لکھے پڑھے جاہل جنہیں باقی علوم تو شاید آتے ہوں قرآن و سنت کی تعلیمات سے محروم ہیں اور احکام شرع کی حدود و قیود سے تنگ ہیں اور شرعی احکام سے آزادی چاہتے ہیں ان کو یہ گندی غذاء دیکر ضمیر کی موت ماریں۔

حدیث پاک سے ہٹ کر قرآن کی تفسیر

آج دنیا میں صدیوں سے جو اسلامی معاشرہ نظر آرہا ہے۔ ۱۔کلمہ طیبہ، ۲ طہارت و نجاست کے احکام، ۳۔نماز پنجگانہ اور اس کے لئے اذان اور تعمیر مساجد کا روح پرور نظام، ۴۔زکوٰۃ کا مفہوم اس کے احکام، نصاب، شرح زکوٰۃ، مدت ادائیگی، ۵۔حج، اس کا شرعی مفہوم، احرام، اس کے ارکان، اس کا ایک دن یوم الحج الاکبر (بڑے حج کا دن) (التوبہ۹)، کس مہینہ کی کس تاریخ کو ہے؟ یَا اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ. حج کے کئی مہینے ہیں معلوم و مقرر‘‘۔ (البقرہ۲/۱۹۷) حدیث پاک کی مدد کے بغیر صرف قرآن سے منکرین بتائیں حج کے چند مقررہ مہینے کون سے ہیں، کتنے ہیں؟ اور ان میں جب چاہیں حج کرلیں؟ ہوجائے گا؟ اور یہ چند مہینے ہیں تو ایک دن یوم الحج الاکبر کا مطلب کیا ہے؟ صرف قرآن سے بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ حج اور حج اکبر میں کیا فرق ہے؟ قرآن سے وضاحت کریں، اگر مفہوم ایک ہی ہے تو نام دو کیوں؟ بتاؤ لھو الحدیث، حدیث رسول ہے یا تمہاری تمام گندی باتیں؟ جو گمراہی و جہالت کا پلندہ ہیں۔

نبی کا منصب جو آپ کو اللہ پاک نے دیا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللّٰہ.

’’اے محبوب بے شک ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری کہ آپ لوگوں میں فیصلہ کریں اس نور نبوت کے ساتھ جو اللہ نے آپ کو دکھایا‘‘۔ (النساء۴:۱۰۵)

قرآن کی تفسیر حضور کریں گے

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ وَھُدًی وَّ رَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ.

’’اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس لئے اتاری کہ آپ لوگوں پر کھول کر بیان کریں جس بات میں وہ

اختلاف کریں اور ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لئے"۔ (النحل ۱۶: ۶۴)

قرآنی حقائق نبی واضح کریں گے

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ.

"اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یاد دلانے والی کتاب اتاری کہ آپ لوگوں سے کھول کر بیان کردیں جو ان کی طرف اترا"۔ (النحل ۱۶: ۴۴)

نبی کو تمام علوم عطا ہوئے

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا.

"اور اللہ نے آپ پر (یارسول اللہ) کتاب اور حکمت اتاری اور آپ کو سکھادیا جو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے"۔ (النسآء ۴: ۱۱۳)

اس لئے جس نبی مکرم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور جو کچھ وہ نہ جانتے تھے وہ سب کچھ انہیں سکھادیا اور ان کو قرآن کریم کی تفسیر و تشریح کا منصب سونپا وہی اس کی تشریح و توضیح کرسکتے ہیں جس کو اللہ پاک نے یہ منصب نہیں دیا وہ نہ اس کام کا مجاز ہے نہ اہل۔

۱۔ مثلاً نماز قائم کرنا، ۲۔ زکوٰۃ ادا کرنا، ۳۔ حج کرنا، ۴۔ روزہ کی تفصیل، ۵۔ کلمہ طیبہ، ۶۔ اذان کا حکم اور طریقہ، ۷۔ سود (ربٰو) کی تعریف اور قسمیں، ۸۔ حرام و حلال کھانوں کی تفصیل، ۹۔ نکاح کا طریقہ وغیرہ صرف قرآن کریم سے کوئی مائی کا لال ثابت نہیں کرسکتا۔ یہ تمام تفصیل و تفسیر صرف سنت و حدیث رسول ﷺ سے ملتی ہے۔ اگر سنت و حدیث رسول کو شرعی حجت و دلیل نہ مانا جائے تو بیک قلم تمام اسلامی احکام ختم ہوجائیں گے اور یہی ابلیس اور اس کے لاؤ لشکر کی سکیم ہے۔ آج دنیا میں کوئی ایسا دین یا مذہب و ازم موجود نہیں جو دور جدید کے مسائل سے بحث کرے اور زمانہ جدید کے سیاسی، معاشی یا سماجی مسائل کا قابل عمل علمی حل پیش کرسکے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے پرانا نظام ملوکیت و سرمایہ داری اور نیا نظام سوشلزم، کمیونزم دونوں نے انسانی مسائل حل کرنے کا بیڑا اٹھایا مگر کروڑوں انسانوں کا خون بہا کر بھی مسائل کا قابل عمل حل نہ دے سکے۔ اب صرف اسلام کی باری ہے جو ان چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لئے موجود ہے مگر شیطانی قوتیں شب و روز اس راستے میں رکاوٹیں کھڑی کررہی ہیں چونکہ اسلام میں مرکزی نقطہ ذات رسالت مآب ﷺ ہے۔ اس لئے ابلیسی قوتیں حضور ﷺ کی ذات آپ کے صفات اور آپ کے انقلاب کے خلاف صف آراء ہیں لیکن سن لیں کہ ان کی یہ سازشیں ہمیشہ ناکام ہوئیں اور ہمیشہ ناکام ہونگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ.

"خدا وہی ہے جس نے اپنے کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب

MinhajCDs.com

خوشخبری

فیصل آباد

کی کمپیوٹر مارکیٹ

'ریکس سٹی' کے قریب

''مدینہ سنٹر'' میں واقع

منہاج سی ڈیز ڈاٹ کوم

شیخ الاسلام

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی

CDs کا مکمل ذخیرہ

مرکز کے ریٹ پر

نئی ریلیز ہونے والی

CDs کی فوری فراہمی

پاکستان بھر میں

فری ہوم ڈیلیوری

اسلامک سافٹ ویئر

تلاوت، نعت، قوالی

منہاج سی ڈیز ڈاٹ کوم

18 مدینہ سنٹر، سلیمی چوک

ستیانہ روڈ فیصل آباد

041-8531823

MinhajCDs.com

دینوں پر غالب کرے۔ اگر چہ مشرک برا مناتے رہیں''۔ (الصف ۶۱:۹)

اس سے پہلی آیت کریمہ میں فرمایا

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ.

''(یہ شیطان، دشمن) چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں (پھونکوں) سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے۔ بھلے برا مانیں کافر''۔ (الصف ۶۱:۸)

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ نہ بجھایا نہ جائے گا

نیز

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
کسے کو تف زند ریشش بسوزد

''جس چراغ کو اللہ روشن کرے جو اسے پھونکیں مارے گا اسکی داڑھی جل جائے گی''۔ یہ چراغ کبھی گل نہ ہوگا کہ اسے روشن کرنے والا زبردست قوتوں کا مالک ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ بجھائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

بخارا وسمرقند کی گھڑی ہوئی حدیثیں؟

مسلمانوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل وتقریر سے ہی قرآن کریم کے احکام سمجھے جاسکتے ہیں جیسا کہ ہم نے قرآن کریم کے حوالہ سے تفصیل بیان کردی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا بار بار حکم دیا ہے۔ اللہ کی اطاعت اس کے کلام قرآن کریم کے ذریعہ سے ہوگی۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت حضور کی سنت وحدیث کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے۔ جیسے قرآن کا انکار اللہ کی اطاعت کا انکار ہے اسی طرح سنت و حدیث کا انکار رسول اللہ کی اطاعت کا انکار ہے۔ اس بات کو ایک عام سوجھ بوجھ والا بھی سمجھنا چاہے تو سمجھ سکتا ہے۔

عربی وعجمی۔۔۔ منکرین حدیث کی آئمہ حدیث پر معاندانہ و جاہلانہ پھبتی

منکرین، حدیث، محدثین پر عجمی ہونے کی بنا پر پھبتی کستے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے دین اسلام میں درجہ و مرتبہ کی بنیاد عربی یا عجمی ہونا نہیں بلکہ تقویٰ ہے۔ ایمان وعمل صالح ہے اگر ایمان وتقویٰ حبشہ کے بلال و نجاشی میں آجائے، روم کے صہیب، ایران (فارس) کے سلمان میں آجائے تو یہ عجمی مکہ کے ابوجہل، ابولہب، امیہ، عتبہ، شیبہ، ولید اور مدینہ کے عبداللہ بن ابی جیسے سینکڑوں عربوں، قرشیوں، ہاشمیوں، امویوں سے افضل ہیں۔ اسلام میں ایمان وعمل صالح کی عزت وعظمت ہے، عربی وعجمی کی نہیں۔ گورے اور کالے کی نہیں قوم وقبیلہ پہچان کا ذریعہ ہیں عظمت و فضیلت کا نہیں۔ منکرین حدیث کو بخارا کے امام محمد بن اسماعیل بخاری (۱۹۴۔۲۵۶)، نیشا پوری خراسان کے امام مسلم بن الحجاج القشیری ولادت ۲۰۴ھ وفات ۲۶۱ھ، ماوراء النہر کے امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۹ھ، ابوداؤد سلیمان بن اشعث لجستانی ولادت ۲۰۲ھ، وفات ۲۷۵، احمد بن شعیب نسائی ولادت ۲۱۵ وفات ۳۰۳، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۳، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۰ھ، امام عبدالرزاق بن ہمام ولادت ۱۲۶ھ وفات ۲۱۱ھ، امام مالک ابن انس بن مالک ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ، امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم ۱۸۲ھ، امام محمد بن حسن شیبانی ولادت ۱۳۲ھ وفات ۱۸۹ھ، امام احمد عمرو بن عبدالخالق بزار م۲۹۲ھ، امام محمد بن عمر واقدی م ۲۰۷ھ، حافظ عبداللہ بن زبیر حمیدی م ۲۱۹ھ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ م ۲۳۵ھ پر اعتراض ہے کہ اکثر

محدثین عجمی ہیں۔ لہذا تدوین حدیث عجمی سازش ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت کا دارومدار تقویٰ، عمل و کردار پر ہے عربی و عجمی ہونے پر نہیں۔ کوئی حبش سے، روم سے، مصر سے، ایران سے، عراق سے، شام سے آ کر مسلمان ہوگیا۔ اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کے اعزاز سے مشرف ہوگیا اور کوئی مکہ و مدینہ میں رہ کر عربی، قرشی اور نہ جانے کیا کیا ہوکر بھی دولت ایمان سے محروم رہا۔ عربی کی عربیت اسے ایمان سے ہمکنار نہ کرسکی اور عجمی کی عجمیت اس کے خلوص و ایمان میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ اللہ کی رحمت عربی و عجمی کا لحاظ کئے بغیر نوازتی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث سرکار کے حکم و اجازت سے خود صحابہ کرام لکھا کرتے تھے۔ آنے والوں نے وہی سینوں اور صحیفوں میں جمع شدہ ذخیرہ مدون و مرتب کرکے یکجا کردیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی شادی کے وقت عمر مبارک

منکرین حدیث نے اس بات کو بہت اچھالا ہے کہ حدیث شریف میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی شادی کے وقت 9 سال عمر بتائی گئی ہے جو عقل و نقل کی رو سے غلط ہے۔ اس سے غیر مسلموں بلکہ پڑھے لکھے مسلمانوں کو بھی انکار حدیث کا بہانہ مل گیا ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی عمر مبارک شادی کے وقت کم سے کم ۱۷ یا ۱۹ سال تھی۔

دلائل: حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بڑی بہن سیدہ اسماء بنت ابی بکرؓ طویل العمر صحابیات میں سے ہیں۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ محترمہ ہیں۔ بڑی خدا رسیدہ عبادت گذار اور بہادر خاتون ان کی عمر تمام مورخین نے سو سال لکھی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ ان سے دس سال چھوٹی ہیں۔ سیدہ اسماء حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے پانچ یا دس دن بعد فوت ہوئیں۔ سن وفات ۷۳ھ ہے۔ اس حساب سے سیدہ اسماء کی عمر ہجرت کے وقت ۲۷ سال ہوئی اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ ان سے دس سال چھوٹی ہیں تو آپ کی عمر ہجرت کے وقت ۱۷ سال ہوئی۔ اگر سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی ۲ھ کو مانی جائے تو رخصتی کے وقت آپ کی عمر مبارک ۱۹ سال ہوئی۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

اسلمت اسماء قديما وهم بمكة فى اول الاسلام... وهى آخر المهاجرين والمهاجرات موتا. وكانت هى اكبر من اختها عائشة بعشر سنين.. بلغت من العمر ماته سنة.

اسماء مکہ میں اوائل اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ مہاجرین مردوں عورتوں میں سب سے آخر فوت ہونے والی ہیں۔ اپنی بہن سیدہ عائشہؓ سے دس سال بڑی تھیں‘‘۔ (ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۸/۳۴۶ طبع بیروت)

اسلمت قديما بعد اسلام سبعة عشر انسانا... ماتت بمكة بعد قتله بعشره ايام وقيل بعشرين يوماً وذلك فى جمادى الاولىٰ سنة ثلاث وسبعين.

مکہ معظمہ میں سترہ آدمیوں کے بعد ابتدائی دور میں مسلمان ہوئیں۔۔۔ اور مکہ مکرمہ میں اپنے بیٹے (عبداللہ بن زبیرؓ) کی شہادت کے دس یا بیس دن بعد فوت ہوئیں اور یہ واقع ماہ جمادی الاولیٰ سن ۷۳ھ کا ہے‘‘ (علامہ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ۱۲ ص ۴۲۶ طبع لاہور، الامام ابوجعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک ج ۵ ص ۳۱ طبع بیروت، حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی م ۴۳۰ھ، حلیۃ الولیاء وطبقات الاصفیاء ۲ ص ۵۶ طبع بیروت)

اسلمت قديما بمكة وبايعت رسول الله ﷺ .. ماتت اسماء بنت ابى بكر الصديق بعد قتل ابنها عبدالله بن الزبير وكان قتله يوم الثلثاء لسبع عشرة ليلة خلت من جمادى الاولىٰ سنة ثلاث وسبعين.

’’سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ مکہ معظمہ میں قدیم الاسلام ہیں۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

Scanned with CamScanner

اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے چند دن بعد فوت ہوئیں۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت بروز منگل ۱۲ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کو ہوئی ہے''۔ (محمد ابن سود الکاتب الواقدی ۱۶۸ھ م ۲۳۰ھ الطبقات الکبریٰ ج ۸/ ۲۵۵ طبع بیروت)

کانت اسن من عائشة وهى اختها من ابيها.. ولدت قبل التاريخ لسبع وعشرين سنة.

''سیدہ اسماء، سیدہ عائشہؓ سے زیادہ عمر کی تھیں۔ باپ کی طرف سے سگی بہن تھیں۔ ہجرت سے ۲۷ سال قبل پیدا ہوئیں''۔ (امام ابن الجوزی، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ ج ۵ ص ۳۹۲ طبع ریاض)

اسلمت قديما بمكة قال ابن اسحق بعد سبعة عشر نفسا.. باغت اسماء مائة سنة وولدت قبل الهجرة لسبع وعشرين سنة.

سیدہ اسماءؓ مکہ مکرمہ میں ابتداء مسلمان ہوئیں۔ ابن اسحاق نے کہا سترہ انسانوں کے بعد سو سال عمر پائی ہجرت سے ۲۷ سال پہلے پیدا ہوئیں''۔ (شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۴ ص ۲۳۰ م ۸۵۲ھ طبع بیروت، سیرۃ ابن ہشام م ۱ ص ۲۷۱ طبع بیروت، علامہ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ ۴، ص ۳۵۸ طبع بیروت، علامہ ابوعمر یوسف ابن عبداللہ بن محمد بن عبدالقرطبی ۴۶۳ھ، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب علی ھامش الاصابۃ ۴۶۳ھ ج ۴ ص ۲۳۲ طبع بیروت، حافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، تاریخ الاسلام ودفیات المشاہیر والاسلام ج ۵ ص ۳۰ طبع بیروت، الروض الانف شرح سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۱۶۶ طبع ملتان)

یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں سن ہجری کا آغاز نہیں ہوا اور سن عیسوی یا کسی اور سن کا عرب معاشرے میں تعارف یا چلن نہ تھا۔ ۲۔ اہل عرب کسی مشہور تاریخی واقعہ سے سالوں کا حساب کرتے تھے مثلاً واقعہ اصحاب فیل، سے اتنا عرصہ پہلے یا بعد وغیرہ۔ باقاعدہ سن ہجری کا آغاز حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں کیا اور اس کا آغاز سال ہجرت سے کیا۔ ۳۔ پہلی سن ہجری، دوسری سن ہجری، تیسری سن ہجری میں کم سے کم امکانی مدت۔ پہلی سن ہجری کا آخری دن یعنی ۳۰ ذی الحجہ لیں اور دوسری سن ہجری کا پہلا دن یعنی یکم محرم، دوسنوں میں وقفہ ایک دن۔ دوسرے رخ سے دیکھیں پہلی سن ہجری کا پہلا دن یعنی یکم محرم، دوسری سن ہجری کا آخری دن یعنی ۳۰ ذی الحجہ، کل مدت دو سال مکمل۔ دونوں صورتوں میں سن بدل گئے مگر ایک طرف ایک دن ملا اور دوسری طرف پورے دو سال۔ جب تک تاریخ اور مہینہ متعین نہ ہو یہ فرق باقی رہ کر ابہام پیدا کرتا رہے گا۔

آج کل پرنٹ میڈیا کتنی ترقی کر چکا ہے مگر کتابوں میں، اخبارات میں، حدتو یہ کہ قرآن کریم کی طباعت وکتابت میں غلطی ہو جاتی ہے، پہلا دور تو ہاتھوں سے کتابت کا دور تھا، ممکن ہے ''تسع عشر'' انیس سال عمر مبارک ہو، مگر کتابت کی غلطی سے تسع یا تسعاً رہ گیا اور عشر کا لفظ کتابت میں ساقط ہو گیا ہو، تسع عشر انیس سال کی جگہ تسعاً یا تسع یعنی نو سال باقی رہ گیا اور آنے والوں نے نقل درنقل میں اسی کو اختیار کر لیا کہ نقل کرنے والے اعلیٰ درجہ کے ایماندار، پرہیزگار، علوم وفنون کے ماہر، صحیح وسقیم میں امتیاز کرنے والے، نہایت محتاط لوگ تھے۔ وجۂ سقوط کچھ بھی ہونا ممکن نہیں۔ حقائق بہر حال حقائق ہوتے ہیں، ان کے چہرے پر گردوغبار تو پڑ سکتا ہے مگر ہمیشہ کے لئے اسے مسخ نہیں کیا جا سکتا۔ احادیث کی تمام کتب میں ایسے تسامحات کا ازالہ کیا جانا چاہئے تاکہ بد اندیش کو زبان طعن دراز کرنے کی ہمت نہ رہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

Scanned with CamScanner

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سنگت میں تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام
فہم دین، تزکیہ نفس، اصلاحِ احوال اور اجتماعی توبہ کے لئے آنسوؤں کی بستی

"شہر اعتکاف" اور "سالانہ روحانی اجتماع"

کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ

رپورٹ: ایم ایس پاکستانی

تزکیہ نفس، تصفیہ باطن اور صفائی قلب کے حصول کے لئے اسلام میں رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ہونے والا اعتکاف نہایت اہم، مؤثر اور فائدہ مند پروگرام ہے۔ اعتکاف تلاش حق کی جستجو کا نام ہے۔ اعتکاف چند روز کے لئے دنیا کی الجھنوں سے بے نیاز ہوکر اپنے خالق و مالک سے تعلق بندگی استوار کرنے کا نام ہے، یادالٰہی میں آنسو بہانے، اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کا نام ہے۔ اسلام میں تمام عبادات کا مقصود اس خدائے لاشریک کی بندگی ہے لیکن ان عبادات کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو ظاہر و باطن کی روشنیوں سے منور کرتا ہے۔ وہ جہاں فرد کے اندر پاکیزگی، طہارت اور تقویٰ کے اوصاف دیکھنا چاہتا ہے وہاں وہ ان روشنیوں پر انسانی معاشرے کی بنیادیں بھی استوار کرنا چاہتا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ اس نے فرد کے قلب پر دستک دی ہے بلکہ اس نے روحوں کا زنگ اتار کر دلوں کا میل بھی دھو دیا ہے۔ اسی مقصد کے لئے جامع المنہاج میں تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سنگت میں گذشتہ 16 سالوں سے اجتماعی اعتکاف کے عنوان سے شہر اعتکاف بسایا جاتا ہے۔ دنیا کے تقریباً 25 ممالک سے بے شمار افراد بھی اس اجتماعی شہر اعتکاف میں شریک ہوتے ہیں اس سال معتکفین کی تعداد 20 ہزار تک پہنچنا اس عمل کی مقبولیت کا ایک اظہار ہے۔

شہر اعتکاف میں ملک اور بیرون ملک سے اس اجتماعی اعتکاف میں شرکت کرنے والوں کی تربیت اور ان کی خدمت کرنے کے لئے منہاج القرآن کی جملہ نظامتیں شہر اعتکاف میں مصروف عمل نظر آتی ہیں۔ اس شہر اعتکاف کی نگرانی مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر رحیق احمد کے سپرد ہے جو تمام قسم کے انتظامی اور تربیتی امور کی مجموعی طور پر نگرانی کرتے ہیں۔ انتظامی امور کے نگران مرزا خالد اقبال کا مریڈ ہیں جنہوں نے عزم مصمم اور ٹیم ورک کی بدولت اس امر کو نہایت بخوبی سرانجام دیا۔ اس اجتماعی اعتکاف میں ہزاروں خواتین بھی شرکت کرتی ہیں جن کی تربیت کی ذمہ داری اور انتظامی امور منہاج القرآن ویمن لیگ کے سپرد ہیں۔ خواتین کی اعتکاف گاہ قریب ہی منہاج کالج برائے خواتین میں قائم کی جاتی ہے جو کلوز سرکٹ ٹی وی کے شہر اعتکاف سے منسلک ہوتی ہے۔

شہر اعتکاف کو کامیابی کے ساتھ دنیا بھر میں براہ راست پیش کرنے میں منہاج پروڈکشنز اور منہاج انٹرنیٹ بیورو کی کاوشیں لائق صد تحسین ہیں کہ جنہوں نے کامیابی کے ساتھ شہر اعتکاف میں شیخ الاسلام کے جملہ خطابات کی ایڈیٹنگ، حوالہ جات اور عمدہ کوالٹی کو ممکن بناتے ہوئے کم سے کم وقت میں ریلیز کیا۔ نیز QTV، ATV اور ARY پر لائیو کوریج تک کے انتظامات احسن

Scanned with CamScanner

طور سرانجام دیئے۔ اسی طرح منہاج انٹرنیٹ بیورو نے انٹرنیٹ کے ذریعے شہراعتکاف کی لحہ بہ لحہ رپورٹ اور شیخ الاسلام کے خطابات عوام الناس تک پہنچانے کے لئے کلیدی کردار ادا کیا۔

رمضان المبارک کے اس آخری عشرے میں اس اعتکاف گاہ پر رحمتوں اور برکتوں کی خصوصی بارش ہوتی ہے۔ پتھر سے پتھر دل یہاں آکر نرم ہوجاتے ہیں۔ یہاں سے لوگ رحمتوں، برکتوں اور محبتوں کے خزانوں سے جھولیوں کو بھر کر روانہ ہوتے ہیں۔ یہاں پیار، محبت، ایثار، قربانی، رواداری اور ہمدردی کے جذبات کا مظاہرہ ہر وقت دیکھنے کو ملتا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کا یہ اجتماعی اعتکاف حرمین شریفین کے بعد دنیا میں اپنی نوعیت کا واحد اعتکاف ہے جہاں اتنے زیادہ لوگ دس دن قیام کرتے ہیں اور دین کا صحیح فہم اور تربیت کے موتی حاصل کرتے ہیں۔ یہ اعتکاف تحریک منہاج القرآن کے دیگر امتیازات میں ایک سنہری باب کی حیثیت سے شامل ہے۔

آیئے اس سال اعتکاف کے دوران ہونے والی دیگر سرگرمیوں پر ایک نظر ڈالیں۔

پہلا دن: ۲۰ رمضان المبارک، 14 اکتوبر 2006ء

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام سولھواں سالانہ "شہراعتکاف" جامع المنہاج بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ میں بسایا گیا۔ اس "شہراعتکاف" کے لئے دنیا کے اطراف واکناف اور ملک بھر سے معتکفین کی آمد کا سلسلہ گزشتہ روز سے شروع تھا۔ تاہم ہزاروں معتکفین صبح ہی سے جامع المنہاج پہنچنا شروع ہوگئے۔ شہراعتکاف کے مرکزی دروازے پر جہاں خیر مقدمی بینرز، تحریکی پرچم اور مرکزی قائدین کے استقبالی وفود موجود تھے وہاں معتکفین کی باقاعدہ رجسٹریشن کے لئے مرکزی دروازے کے سامنے درجنوں رجسٹریشن کاؤنٹر بھی لگے ہوئے تھے۔ یہاں ایم ایس ایم اور یوتھ کے مرکزی قائدین آنے والے معزز معتکفین کی رجسٹریشن کر رہے تھے۔ شہراعتکاف میں آنے والے معزز معتکفین کا پھول نچھاور کرتے ہوئے استقبال کیا جا رہا تھا۔ مغرب کی نماز سے قبل آنے والے معتکفین کی تعداد گزشتہ تمام سالوں کے اعتکاف سے زیادہ تھی، جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے کئے گئے متوقع انتظامات کم پڑ گئے۔ سینکڑوں معتکفین جگہ نہ ملنے کے باعث "اجتماعی حلقہ" میں بیٹھے۔ بعدازاں ان کے لئے ان کے شہروں کی مناسبت سے مزید حلقہ جات تشکیل دیئے گئے۔

نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری معتکفین کے سامنے تشریف لائے۔ اس موقع پر معتکفین کا جوش وجذبہ دیدنی تھا کیونکہ یہ وہ منظر تھا جس کا سب کو انتظار تھا۔ شہر اعتکاف کے شرکاء نے استقبالیہ نعروں سے کھڑے ہوکر اپنے قائد کا استقبال کیا۔ شہراعتکاف کے پہلے دن شیخ الاسلام نے نماز عشاء کی خود امامت کروائی۔ آپ نے مخصوص انداز میں تلاوت قرآن فرما کر ایک روحانی ووجدانی سماں پیدا کردیا۔ نماز عشاء کے بعد ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے اعتکاف کے انتظامات کے حوالے سے خصوصی بریفنگ دی۔ ناظم اعلیٰ کے بعد شیخ الاسلام معتکفین سے مخاطب ہوئے اور اس سال شہر اعتکاف میں ہونے والے خطابات کا موضوع ''الآخر'' آخرت کے حوالے سے مختصراً بیان فرمایا۔

اس موقع پر آپ نے روحانی ترقی کے لئے معتکفین کو خصوصی وظائف اور خصوصی طور پر 10 دنوں کے لئے چند ایسے وظائف بھی دیئے جو پہلے کبھی نہیں دیئے۔ آپ نے فرمایا کہ "اگر ہم روز محشر شرمندگی، ندامت اور شرمساری سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں ابھی سے فکر آخرت اور اس کی تیاری کرنا ہوگی۔ اس تیاری کا آغاز ہم شہر اعتکاف سے شروع کرتے ہیں۔ آنے والا دور بڑا کٹھن اور آزمائش کا ہے۔ اس بڑی آزمائش سے پہلے ہمیں خود کو تیار کرنا ہے۔ اس موقع پر روحانی ترقی کے خاص وظائف کے ساتھ یہ بات حکماً کہی کہ تحریکِ منہاج القرآن سے وابستہ ہر فرد اور شہر اعتکاف کے شرکاء پر لازم ہے کہ روزانہ کم از کم ایک رکوع تلاوت قرآن مجید کو اپنا معمول بنائے۔ اس طرح سال میں ایک بار مکمل قرآن مجید عرفان القرآن ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی تلقین بھی فرمائی۔ اس معمول کے ساتھ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہء درود وسلام اور گوشہء درود میں پڑھا

جانے والا درود پاک پڑھنے کو بھی لازم قرار دیا۔ شیخ الاسلام کی یہ خصوصی گفتگو ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔

دوسرا دن: ۲۱ رمضان المبارک، 15 اکتوبر 2006ء

فہم دین، تزکیہ نفس، توبہ اور آنسوؤں کی بستی "شہر اعتکاف" کے دوسرے دن کا آغاز بھی روحانی اور وجدانی ماحول میں ہوا۔ مرکزی ناظم دعوت رانا محمد ادریس قادری نے مسجد کے صحن میں انعقاد حلقہ جات کے حوالے سے بریفنگ دی، جس میں حلقہ جات کے افراد شریک تھے۔ ہر حلقہ میں موجود معتکفین کو ایک جگہ اکٹھا کر کے قرآن و حدیث کی تعلیم اور دین کی بنیادی ضروریات سکھائی جاتی ہیں۔ عموماً منہاج یونیورسٹی کے منہاجین اسکالرز ان حلقہ جات میں درس دیتے ہیں۔ حلقہ جات کے انعقاد کے پہلے روز تمام معتکفین نے باقاعدہ نظم و ضبط کے ساتھ شرکت کی۔ ظہر کی نماز کے بعد خصوصی نشست میں محترم ناظم اعلیٰ ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، ساجد محمود بھٹی اور محترم تنویر خان نے تحریکی و تنظیمی امور کے حوالے سے شرکاء کو بریفنگ دی۔ یہ سلسلہ عصر تک جاری رہا۔

عصر سے قبل میڈیا کے مختلف نمائندوں، نجی ٹی وی چینلز "اے ٹی وی" اور "اپنا ٹی وی" نے شہر اعتکاف کی خصوصی کوریج کی۔ اس موقع پر دونوں چینلز نے معتکفین کے تاثرات بھی ریکارڈ کئے۔ عصر کی نماز کے بعد محترم مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے فقہی نشست میں شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ یہ شہر اعتکاف میں ان کی پہلی نشست تھی۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد شیخ الاسلام نے مختصر گفتگو میں حاضرین کو صف بندی کے حوالے سے خصوصی بریفنگ دی۔ اس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حلقہ ہائے ذکر و فکر اور نیک مجالس میں ملائکہ بھی شریک ہوتے ہیں اس لئے آپ صف بندی کیا کریں۔

آستانہ عالیہ باروشریف سے محترم پیر خواجہ فقیر محمد باروی نماز عشاء کے وقت شہر اعتکاف میں آئے۔ انہوں نے نماز عشاء ادا کی۔ شیخ الاسلام نے انہیں خصوصی طور پر خوش آمدید کہا۔

شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب:

نماز تراویح کے بعد شیخ الاسلام نے دو گھنٹے پر محیط فکر آخرت اور علامات قیامت کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا۔ اس موقع پر جامع المنہاج بغداد ٹاؤن میں ہزاروں معتکفین، علماء، مشائخ اور تحریک منہاج القرآن کے مرکزی قائدین بھی موجود تھے۔ (آپ مکمل خطاب گذشتہ صفحات پر ملاحظہ فرما چکے ہیں) خطاب کے ختم ہونے تک ماحول آہوں، سسکیوں اور گریہ وزاری سے تر ہو چکا تھا۔ یوں توبہ اور آنسوؤں کی اس بستی کا دوسرا دن پُر کیف روحانی کیفیات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

تیسرا دن: ۲۲ رمضان المبارک 16 اکتوبر 2006ء

انوار و تجلیات اور روح پرور نظاروں میں قائم شہر اعتکاف میں طلوع ہونے والا آج کا دن بھی معتکفین کے اجتماعی و انفرادی معمولات میں ختم ہوا۔ تاہم طاق رات کے باعث شہر اعتکاف میں رات گئے تک بھی دن کا سماں نظر آیا۔ نماز فجر کے بعد اجتماعی ذکر اور خصوصی وظائف کے بعد معتکفین کی ایک بڑی تعداد مسجد کے صحن میں کھڑے ہو کر قدوۃ الاولیاء حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مزار کی طرف رُخ کر کے دعا مانگتی رہی۔ معتکفین کے انفرادی معمولات کے بعد معتکفین کے تربیتی حلقہ جات کا انعقاد ظہر کی نماز کے بعد کیا گیا۔ اسی دوران میں مسجد کے ہال میں تنظیمی عہدیداروں کی نشست بھی ہوئی۔ جس میں مرکزی ناظم یوتھ ساجد محمود بھٹی نے خطاب کیا۔ ظہر کی نماز کے بعد شعبہ جات کی تعارفی نشست ختم کر دی گئی اور تربیتی حلقہ جات منعقد کئے گئے۔

ظہر کی نماز کے دوران ایک نجی ٹی وی چینل کی ٹیم نے شہر اعتکاف کی خصوصی کوریج کی اور ڈاکومنٹری تیار کی۔ دوسری طرف خواتین کے شہر اعتکاف میں جیو ٹی وی نے خصوصی رپورٹ کے لئے کوریج کی۔ نماز عصر کے بعد محترم مفتی عبدالقیوم خان

Scanned with CamScanner

ہزاروی کی فقہی نشست معتکفین کے فقہی مسائل کے حل کے ساتھ اُن کی مقبول شخصیت کی وجہ سے بھی پُر ہجوم ہوتی ہے۔

منہاجینز کی شیخ الاسلام کے ہمراہ خصوصی افطاری

عصر کی نماز کے بعد منہاجینز کی شیخ الاسلام کے ساتھ خصوصی افطاری کا انتظام تھا، جس میں منہاجینز شریک ہوئے۔اس موقع پر حضور شیخ الاسلام نے منہاجینز سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ منہاجینز آنے والی صدی کو منہاج القرآن کی صدی بنائیں۔ دروس عرفان القرآن کی ملک بھر میں کامیابی پر آپ نے نظامت دعوت کو مبارک باد دیتے ہوئے جملہ منہاجینز سے ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ جیسے 6 منہاجین پر مشتمل نظامت دعوت کی ٹیم مصروف دعوت ہے ایسے ہی کم از کم ایک ہزار منہاجین ملک بھر میں دروس عرفان القرآن میں مصروف عمل دکھائی دیں اور اگلے مرحلے میں پورے ملک میں عرفان السنہ کے عنوان سے درس حدیث بھی شروع کیا جائے۔آپ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے آپ منہاجین ملک بھر کو دروس عرفان القرآن کے نور سے بھرنے کے بعد انڈیا، بنگلہ دیش اور افغانستان تک اس سلسلے کو وسعت دیں۔اس نشست کا اہتمام نظامت دعوت اور منہاجینز کی مرکزی ٹیم نے کیا تھا۔ جناب علامہ رانا محمد ادریس نے مرکز اور فیلڈ میں مرکزی کردار ادا کرنے والے منہاجینز کی جدوجہد کا خصوصی ذکر کیا اور نظامت دعوت کی پوری ٹیم صاحبزادہ ظہیر احمد نقشبندی، ارشاد حسین سعیدی، غلام مرتضیٰ علوی، علامہ محمد شکیل ثانی قادری، علامہ علی اختر اعوان اور نصیر احمد صدیقی کا حضور شیخ الاسلام سے تعارف کروایا۔ جناب جواد حامد، قمر جاوید ملک اور ناظم دعوت سید فرحت عباس شاہ نے منہاجین کو پر تکلف افطاری کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔تقریب میں منہاج یونیورسٹی کے اساتذہ کرام خصوصاً پرنسپل شریعہ کالج ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اور مفتی عبدالقیوم صاحب نے خصوصی شرکت فرمائی۔ شیخ الاسلام نے منہاجینز کی خدمات پر انہیں مبارک باد دی۔اس موقع پر ماہنامہ منہاج القرآن کے چیف ایڈیٹر علی اکبر قادری الازہری کو PHD کی تکمیل پر نظامت دعوت اور منہاجینز کی طرف سے شیخ الاسلام نے خصوصی شیلڈ دی۔

شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب

نماز تراویح کے بعد شیخ الاسلام نے اپنا خصوصی خطاب شروع کیا۔انہوں نے ''آخرت'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہماری قیامت موت سے شروع ہو جاتی ہے۔موت قیامت کا مرحلہ اولیٰ ہے۔اگر ہم اس مرحلہ میں کامیاب ہوگئے تو قیامت کا فیصلہ اسی موت پر ہی ہو جائے گا۔انہوں نے کہا کہ آج ہمارے بُرے اعمال، دُنیا کے لالچ اور مال و متاع کی حرص نے ہمیں برباد کر دیا۔آج ہم نے موت کی فکر نہ کی تو پھر ہمیں اس بڑی قیامت سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ہمیں قیامت اور قبر کے اندھیروں کو شب کے سجدوں، عبادات اور گریہ وزاری سے ختم کرنا ہے۔انہوں نے دعوت فکر دیتے ہوئے کہا کہ لوگو! ہم اس دُنیا کے دھوکے، فریب اور لالچ میں مبتلا ہیں۔ یہ عارضی ٹھکانہ ہے۔انسان اس کو راحت اور آرام کدہ سمجھ بیٹھا ہے۔اصل راحت آخرت میں ہے۔ یہ وہ راحت ہے جب مومن کی روح کا 70 ہزار فرشتے ملاءِ اعلیٰ پر استقبال کریں گے۔

شیخ الاسلام نے مزید کہا کہ آج ہمیں قبر اور آخرت میں کامیابی کے لئے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ہے۔ہم نے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی اُمید لگا رکھی ہے لیکن عملاً اس کی تیاری نہیں کی۔ دوسری طرف ایک طبقہ نے اپنے اعمال پر زور دیا اور اللہ کی رحمت و بخشش کی اُمید کو ختم کر دیا۔ یہ دونوں طریق غلط ہیں۔آج ہمیں اللہ کی بخشش، مغفرت اور رحمت کے ساتھ اپنے اعمال کی بھی تیاری کرنا ہوگی۔اُنہوں نے کہا کہ نیک اعمال کے بعد اللہ سے بخشش و مغفرت کی اُمید رکھنا جائز ہے۔ ورنہ اللہ کے عدل کے سامنے ہم بے بس ہوں گے۔ہمیں دُنیاداری، مال و متاع کی حرص، لالچ، تفاخر اور غرور و تکبر نے غافل کر دیا ہے۔لوگو! آؤ آج ہم موت اور قبر کی فکر کریں۔ جو قبر کے امتحان میں کامیاب ہو گیا اس کو قیامت کی کوئی فکر نہیں ہے۔

شیخ الاسلام کے خصوصی خطاب کے بعد طاق رات میں خصوصی محفل قرأت و نعت منعقد ہوئی۔ الحاج اختر حسین قریشی، محمد افضل نوشاہی، قاسم حسان اور شہزاد برادران نے ثناء خوانی کی۔ علامہ غلام ربانی تیمور اور صاحبزادہ ظہیر احمد نقشبندی نے نقابت

کے فرائض سرانجام دیئے۔

چوتھا دن: ۲۳ رمضان المبارک 17 اکتوبر 2006ء

شہرِ اعتکاف کے چوتھے دن کا آغاز جب اذانِ فجر کے ساتھ ہوا تو مسجد کے ہال میں بڑی تعداد میں معتکفین کی تلاوت سے ماحول میں پاکیزگی اور سکون دیکھنے کو ملا۔ نمازِ فجر کے بعد امام صاحب کی دعائیہ تسبیحات ایک پُر کیف اور روح پرور روحانی منظر پیدا کر دیتی ہیں۔ شیخ الاسلام کی تجویز کردہ ان تسبیحات میں سورہ البقرہ سے منتخب آیات کریمہ بھی شامل ہیں۔ دعائیہ انداز میں پڑھی جانے والی ان آیات کو پیش امام محترم قاری محمد ظہیر احمد کی مغموم آواز اور بھی مسحور کن بنا دیتی ہے۔ انفرادی معمولات کے بعد تنظیمی عہدیداران کی تربیتی نشست میں محترم ارشاد حسین سعیدی نے خصوصی لیکچر دیا۔ ظہر کی نماز کے بعد معمول کے مطابق تربیتی حلقہ جات ہوئے جبکہ عصر کے بعد فقہی سوالات کی نشست میں محترم مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے سوالات کے جوابات دیئے۔

مختلف طبقہ ہائے فکر کے نمائندوں کی شیخ الاسلام کے ہمراہ خصوصی افطاری

عصر کی نماز کے بعد اعتکاف گاہ کے مرکزی دروازے پر شیخ الاسلام کے پرنسپل سیکرٹری جی ایم ملک اور PAT کے سیکرٹری جنرل انوار اختر ایڈووکیٹ مختلف طبقہ ہائے فکر کی شخصیات کی شیخ الاسلام کے ساتھ افطاری میں استقبالیہ کے لئے موجود تھے۔ ہاکی ٹیم کے سابق سٹار اولمپیئن خواجہ محمد جنید، قومی جونیئر ہاکی ٹیم کے کھلاڑی محمد مجاہد، ٹیسٹ کرکٹر شاہد نذیر اور ان کے بھائی فاروق نذیر، نیز وکلا، ٹیکنوکریٹس، سیاستدانوں اور بالخصوص علماء کے وفود افطاری میں شریک ہوئے۔ قومی کرکٹرز و ہاکی ٹیم کے کھلاڑیوں کے ساتھ اداکار علی اعجاز اور دیگر طبقہ ہائے فکر کے معزز مہمان موجود تھے۔ شیخ الاسلام نے فرداً فرداً تمام مہمانوں کو گلے لگا کر خوش آمدید کہا۔ معزز مہمانوں میں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے سابق جسٹس حضرات کے علاوہ لاہور بار کونسل کے متعدد وکلاء بھی موجود تھے۔ شیخ الاسلام نے معزز مہمانوں کو شہرِ اعتکاف میں 20 ہزار سے زائد معتکفین کے بارے خصوصی بریفنگ دی۔ یہاں انہوں نے اپنے یونیورسٹی کے کلاس فیلوز سے تعلیمی یادیں بھی تازہ کیں۔ نماز مغرب کے بعد معزز مہمانوں کو شیخ الاسلام نے خود اعتکاف گاہ کا دورہ کروایا۔

یوم تاسیس کے موقع پر تقریب تقسیم انعامات

نماز عشاء کی ادائیگی کے فوراً بعد شیخ الاسلام سٹیج پر تشریف لے آئے۔ خطاب سے قبل 17 اکتوبر 26 ویں یوم تاسیس منہاج القرآن کی مناسبت سے تقریبِ تقسیم انعامات منعقد ہوئی، جس میں تحریک کے مرکز اور دنیا بھر میں اعلیٰ خدمات دینے والوں کو ایوارڈز، اسناد اور تمغہ جات سے نوازا گیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے بتایا کہ ان ایوارڈ یافتگان کا فیصلہ تنظیمات اور کارکنان کی طرف سے ملنے والی آراء کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج منہاج القرآن دنیا کی سب سے بڑا نیٹ ورک رکھنے والی تحریک بن گئی ہے۔ انعامات حاصل کرنے والے احباب کے اسماء درج ذیل ہیں:

محترم مخدوم تنویر احمد قریشی شہید کا نشان منہاج ان کے بھائی نوید احمد قریشی نے وصول کیا، محترم شہزاد شفیع مرحوم کا ایوارڈ محترم نجم الثاقب ڈائریکٹر DFA نے وصول کیا۔ محمد اجمل قادری (منہاجین) اور محمد اقبال طاہر (منہاجین) کی شہادت پر ان کے والد محترم کو "تمغہ حسین" دیا گیا۔ محترم ڈاکٹر طاہر حمید تنولی (تمغہ رازیؒ)، محترم مرزا خالد اقبال اینڈ فیملی (سند امتیاز)، محترم شاہد لطیف قادری (تمغہ فریدؒ)، محترم کرنل (ر) محمد احمد (تمغہ فرید)، ویمن لیگ پوری ٹیم (تمغہ خدیجۃ الکبریٰؓ)، محترم امتیاز احمد اعوان (خصوصی شیلڈ)، علامہ رانا محمد ادریس قادری (منہاجین) "تمغہ امتیاز"، فضل حسین اعوان "تمغہ خدمت"، محترم راجہ عبدالرحمان (خصوصی شیلڈ)، محترم محمد عباس نقشبندی (امتیازی شیلڈ)، محترم سکواڈرن لیڈر عبدالعزیز (سند حسن کارکردگی)، محترم حاجی منظور حسین مشہدی (سند حسن کارکردگی)، محترم محمد علی قادری (سند حسن کارکردگی)، محترم محمد تاج الدین کالامی (سند حسن کارکردگی)، محترم

Scanned with CamScanner

محمد فاروق رانا (سند حسن کارکردگی)، محترم حافظ ظہیر احمد الاسنادی (سند حسن کارکردگی)، محترم محمد یامین (سند حسن کارکردگی)، محترم عبدالخالق بلتستانی (سند حسن کارکردگی)، محترم حکیم محمد یونس مجددی (سند حسن کارکردگی)، محترم محمد اکرم کاتب (سند حسن کارکردگی) اور محترم محمد الیاس قادری (سند حسن کارکردگی)

مکہ' مدینہ اور جدہ تنظیم (تمغہ حضرت زید بن حارثؓ)، محترم محمد صادق قریشی (ستارہ منہاج)، علامہ شاہد بابر (سند امتیاز)، گلاسکو تنظیم (تمیازی شیلڈ)، ادارہ تنظیم ڈنمارک (امتیازی شیلڈ)، ویمن تنظیم ڈنمارک (امتیازی شیلڈ)، یوتھ تنظیم ڈنمارک (امتیازی شیلڈ)، آمایوتھ سنٹر ڈنمارک (امتیازی شیلڈ)، اوڈنسے تنظیم ڈنمارک (امتیازی شیلڈ)، نیلسن تنظیم UK (امتیازی شیلڈ)، MWF نیلسن UK (خصوصی شیلڈ)، علامہ محمد اشفاق عالم (سند امتیاز)، برمنگھم تنظیم (خصوصی شیلڈ)، لندن' گلاسکو' ڈنڈی' بریڈفورڈ' ریپڈل اور مانچسٹر تنظیم (سند حسن کارکردگی)، محترم علامہ محمد افضل سعیدی (سند حسن کارکردگی)، محترم علامہ جنید عالم قادری (سند حسن کارکردگی)، محترم علامہ شمس الرحمان آسی (سند حسن کارکردگی)، محترم تصور علی (سند حسن کارکردگی) اور محترم حاجی غضنفر علی (سند حسن کارکردگی)

محترم ماسٹر طارق محمود۔ مریدکے (سند حسن کارکردگی)، محترم حاجی شمشاد علی۔ لودھراں (تمغہ ایثار)، محترم سید محمود الحسن۔ گوجرانوالہ (تمغہ خدمت)، شیخ اللہ رکھا مرحوم (تمغہ فرید)

علاوہ ازیں ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری (منہاجین) کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری (PhD) کی تکمیل پر 50,000 روپے انعام دینے کا اعلان کیا گیا جسے انہوں نے گوشہ درود کو دینے کا اعلان کیا۔ تاہم شیخ الاسلام نے انہیں یہ رقم واپس کر دی۔

نظامتِ دعوت کو ملک بھر میں دروسِ قرآن کے شاندار انعقاد پر مشترکہ شیلڈ دی گئی، جو محمد نصیر صدیقی (منہاجین) نے وصول کی۔

محترم جی ایم ملک اور ناظم میڈیا ڈاکٹر شاہد محمود کے لئے شیخ الاسلام نے خصوصی طور پر "ایوارڈ" کا اعلان فرمایا۔

شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب

ایوارڈ تقریب کے بعد "مرحلہ قبر کی تیاری" کے موضوع پر شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب ہوا۔ انہوں نے کہا کہ موت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا نام ہے اور قیامت کا مرحلہ اولیٰ ہے۔ یہ زندگی فقط فتنہ و آزمائش ہے۔ ہمیں اس آزمائش میں سرخرو ہونے کے لئے آخرت کی تیاری کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قبر میں انسان کے نیک اعمال اس کے محافظ بن جائیں گے۔ آج ہمیں دنیا میں نیک اعمال اور حسنِ سلوک سے اپنا سفرِ آخرت بہتر کرنا ہوگا۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ آج امتِ مسلمہ کے ایک گروہ کا عقیدہ صرف توسل اور شفاعت سے وابستہ ہو کر رہ گیا ہے، اس کے لئے انہوں نے (الا ماشاءاللہ) اپنے اعمال کی تیاری نہیں کی ہے۔ آج ہمارے اعمال کمزور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے امتی صرف وہی ہیں جن کا عقیدہ عشقِ رسول پختہ اور اعمال کی کثرت ہو۔ دونوں چیزوں کو جمع کرنا اصل دین ہے اور اس کے بعد اللہ کی رحمت اور بخشش کی امید رکھنا جائز ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج دنیا میں ہماری سنگتوں اور دوستیوں کا معیار عارضی ہے۔ دنیا میں ہمارے قریبی جاننے والے صرف قبر تک چھوڑ کر واپس تک چھوڑ کر واپس آجائیں گے۔ اس لئے لوگو! آج ایسی دوستیاں اور سنگتیں اختیار کرو جو قبر میں کام آسکیں۔ آج ہم میں حسد، بغض، کینہ، چغلی، عناد، غصہ، تلخیاں اور دیگر اخلاقی برائیاں بکثرت موجود ہیں۔ ہمیں اپنی سنگتوں کے معیار تبدیل کرنا ہوں گے۔ انہوں نے قرآن مجید سورۃ القمر کی پہلی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہماری زندگی کا سورج غروب ہونے کے قریب ہے۔ ہمارے پاس مہلت بہت کم رہ گئی ہے۔ نجانے کب مالکِ حقیقی کا بلاوا آجائے۔ لہٰذا ہمیں موت کے بعد قبر سے شروع ہونے والی "قیامتِ اولیٰ" کے لئے خود کو تیار کرنا ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ قیامت کے ایک دن کے مقابلہ میں یہ دنیا کی پوری زندگی ایک لمحہ اور ایک پل ہے۔ ہم دنیا کے ایک لمحہ و پل کی آسائشوں کے لئے اپنی آخرت کو قربان کر رہے ہیں۔ شیخ الاسلام کا خطاب

شب 1:30 بجے ختم ہوا۔ یوں شہرِ اعتکاف کا چوتھا دن بھی اِختتام پذیر ہوگیا۔

پانچواں دن: ۲۴ رمضان المبارک 18 اکتوبر 2006ء

تحریکِ منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام حرمین شریفین کے بعد دنیا کا سب سے بڑا اعتکاف تزکیہ نفس اور آنسوؤں کی بستی میں بسے "شہرِ اعتکاف" کے پانچویں روز بھی روحانی کیفیات کے وہ مناظر دیکھنے کو ملے، جو صرف منہاج القرآن ہی کا طرہ امتیاز ہیں۔ شیڈول کے مطابق شرکاء اعتکاف نے اپنی روحانی سرگرمیوں کو مرکزی قائدین کی ہدایات کے مطابق جاری رکھا۔ پنجاب کی تنظیمات کی شیخ الاسلام کے ہمراہ خصوصی افطاری آج کے دن کی اہم بات پنجاب کی تنظیمات کی شیخ الاسلام کے ساتھ افطاری تھی۔ جس میں پنجاب بھر کی تنظیمات کے اعلیٰ سطحی عہدیداران بھی موجود تھے۔ شیخ الاسلام نے تنظیمات کے احباب سے گفتگو کرتے ہوئے گوجرانوالہ کو تنظیم سازی میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر خصوصی مبارکباد دی۔ علاوہ ازیں اس کاوش پر انہوں نے ناظم تنظیمات محمد شاہد لطیف قادری، امیر پنجاب احمد نواز انجم اور ناظم پنجاب سید توقیر الحسن گیلانی کی خدمات کو بھی سراہا۔ شیخ الاسلام نے بتایا کہ تنظیمات میرے مشن کا وہ دستہ ہے جس پر مجھے بجا طور پر فخر ہے۔

شہرِ اعتکاف کے پانچویں دن ۲۴ رمضان المبارک کو ایرانی قرأ شہرِ اعتکاف میں تشریف لائے۔ جنہیں شیخ الاسلام نے خوش آمدید کہا۔ ان قرأ حضرات نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت قرآن، حمد یہ و نعتیہ کلام پیش کیا۔ یہ وفد خانہ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر آغا محمد رضا امینی کی قیادت میں شہرِ اعتکاف میں تشریف لائے۔ ان قرأ میں آغا حمید شرافت، قاری مجید عبداللہ پوری، قاری سید مقدس کاظمی، ننھی قاریہ فاطمہ غلامی اور ننھے حافظ قرآن علی رضا شامل تھے۔

شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب

شیخ الاسلام نے "دعوت" کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی ایک لمحہ زندگی کے لئے ہم آخرت اور قیامت کو بھول گئے۔ دنیا کی چکا چوند اور رنگینیوں نے انسان کو آخرت کی فکر سے غافل کر دیا ہے۔ آج ہمیں اپنی آخرت کے لئے دنیا کے مال و متاع اور لالچ سے نکلنا ہوگا۔ دین اسلام پر کڑا وقت ہے۔ ایسے حالات میں ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو قیامت کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ اولیاء اللہ کی تعلیمات میں عمل اور امید دونوں پہلو یکجا تھے۔ اولیاء اللہ دن کو مخلوق کی خدمت کر کے رات شب بیداریوں میں گزارتے۔ عبادت کی کثرت کے بعد بھی اللہ کے ولی خشیت سے کانپتے لیکن آج امت نے ان کی تعلیمات کو دو ٹکڑے کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے نیکی کو رسوم و رواج کا درجہ دے دیا۔ دین کو رسم بنا دیا۔ جس سے نیک اور بد میں فرق ختم ہوگیا۔ آج جس کے پاس دولت کا انبار ہو وہ زاہد، متقی اور نیک تصور کیا جاتا ہے۔ اس تصور نے دین کی قدریں پامال کر دی ہیں۔ ان خرافات کے باعث دین اسلام اپنے دیس میں بھی پردیسی بن گیا۔ لوگو! آؤ آج ہم ان خرافات کے خلاف جہاد شروع کر کے دین اسلام کو رسوائی سے بچائیں۔

چھٹا دن: ۲۵ رمضان المبارک 19 اکتوبر 2006ء

قیامت اور آخرت کے موضوع پر ہونے والے شیخ الاسلام کے دروس میں منعقدہ "شہرِ اعتکاف" میں چھٹا دن چند حوالوں سے بہت اہم اور یادگار رہا۔ نماز فجر سے لیکر انعقاد حلقہ جات تک تو معمول کی سرگرمیاں جاری رہیں تاہم یہاں دوپہر 12 بجے مسجد کے ہال میں منعقدہ مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کا مقابلہ حسن قرات قابل ذکر پروگرام ہے۔ اس مقابلہ حسن قرات کی اہم

بات یہ تھی کہ تحصیلی سطح پر صرف اول آنے والے قراء ہی اس میں شریک تھے۔ بعدازاں حسب معمول حلقہ جات کا انعقاد ہوا اور مرکزی ناظم دعوت رانا محمد ادریس قادری نے خصوصی نشست سے خطاب کیا۔ انہوں نے مل بھر میں دروس قرآن، حلقہ عرفان القرآن اور حلقہ عرفان السنہ کے انعقاد کے بارے شرکاء کو خصوصی بریفنگ دی۔

شیخ الاسلام کی طلباء یونیورسٹی کے ساتھ خصوصی نشست

عصر کے فوراً بعد مسجد کے ہال میں منہاج یونیورسٹی کے طلباء کی شیخ الاسلام کے ساتھ خصوصی نشست بھی منعقد ہوئی۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ تحریک کے شعبہ جات میرے عضو لیکن منہاج یونیورسٹی کے طلباء میرا دل ہیں میں دنیا میں جہاں بھی رہوں طلباء کو ہمیشہ یاد رکھتا اور ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ منہاجین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بننا ہے۔

صحافیوں کی شیخ الاسلام کے ہمراہ خصوصی افطاری

اس نشست کے فوراً بعد شیخ الاسلام کے حجرہ کے سامنے احاطہ میں صحافیوں کے ساتھ افطار ڈنر اور پریس بریفنگ کا خصوصی اہتمام تھا۔ یہاں قومی اخبارات کے ایڈیٹرز، رپورٹرز اور کیمرہ مینوں سمیت 65 سے زائد صحافی اور 7 ٹی وی چینلز موجود تھے۔ صحافیوں کے علاوہ یہاں لاہور میں سٹیج ڈراموں کے نامور کامیڈین فنکار اداکار پروڈیوسر نسیم وکی بھی خصوصی طور پر مدعو تھے۔ علاوہ ازیں یہاں ناظم اعلیٰ ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، صدر پاکستان عوامی تحریک فیض الرحمٰن خان درانی، سیکرٹری جنرل PAT انوار اختر ایڈووکیٹ اور ناظم میڈیا ڈاکٹر شاہد محمود بھی موجود تھے۔ پرہجوم پریس کانفرنس میں صحافیوں نے شیخ الاسلام سے عوامی تحریک کا سیاسی مستقبل، آئندہ انتخابات میں حصہ لینے، مشرف کی پالیسیوں کی حمایت، اپوزیشن کا ملکی سیاست میں کردار، مصطفوی انقلاب، تحریک منہاج القرآن کا آئندہ کا لائحہ عمل اور شہر اعتکاف کے انتظامات کے حوالے سے سوالات کئے۔ نماز مغرب کے بعد پریس بریفنگ کے سیشن میں شیخ الاسلام نے صحافیوں کو شہر اعتکاف کے حوالے سے انتظامات پر خصوصی بریفنگ دی۔ اس موقع پر لاہور اسٹیج کے نامور کامیڈین اداکار افتخار ٹھاکر بھی تشریف لائے۔ افتخار ٹھاکر شیخ الاسلام سے ملاقات کے خواہشمند تھے اس پر شیخ الاسلام نے ان کو خصوصی طور پر خوش آمدید کہا۔ افتخار ٹھاکر نے شہر اعتکاف کے وزٹ کے دوران منہاج ٹی وی کو دیئے گئے انٹرویو میں بتایا کہ میں نے دنیا کے 42 ممالک کا دورہ کیا اور جس ملک بھی گیا وہاں منہاج القرآن کے مراکز اور ادارے بڑے منظم انداز میں موجود تھے۔ میں خود شیخ الاسلام کا مداح اور پرستار ہوں۔ ان کے خطابات باقاعدگی سے ٹی وی پر سنتا ہوں۔

شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب

نماز تراویح کے بعد شیخ الاسلام نے آخرت کے موضوع پر اپنے سلسلہ وار خطاب کو جاری رکھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک لمحہ قیامت بپا ہوگی کسی کو اس کی خبر تک نہ ہوگی۔ یہ وہ دن ہوگا جب تمام خونی رشتے ایک دوسرے سے دور بھاگیں گے۔ افراتفری کے عالم میں سب ایک دوسرے کو پہچاننے سے انکار کر دیں گے۔ قیامت کے روز تمام سنگتیں ساتھ چھوڑ جائیں گی اور دنیا کی دوستیاں دشمنیوں میں بدل جائیں گی۔ اس دن صرف اللہ والوں کی دوستی ہی کام آئے گی۔ شیخ الاسلام نے قیامت کی چند نشانیاں بتاتے ہوئے کہا کہ اس دن زمین لرزنے لگے گی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ریت کے ٹیلے کی طرح ہو جائیں گے۔ اس دن کا عذاب بچوں کو یکلخت بوڑھا کر دے گا۔ آسمان پھٹ جائے گا، پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہونگے۔ سورج بے نور ہو جائے گا، ستارے گر جائیں گے، چاند بھی بے نور کر دیا جائے گا۔ اس دن ہلاکت سے بھاگنے والوں کو کوئی ٹھکانہ نہیں ملے گا۔ آپ نے صحیح مسلم و بخاری کی حدیث

Scanned with CamScanner

مبارکہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس حال میں قبر سے اٹھایا جائے گا کہ وہ ننگے پیر اور ننگے جسم ہوں گے۔ آخر میں آپ دعوت و فکر دیتے ہوئے کہا کہ لوگو! یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے اس کی رنگینیوں میں کھو کر ہمیں آخرت کو نہیں بھولنا چاہیے۔ آؤ ہم آج سے خود کو بدلنے کا عہد کریں ایسا بدلیں کہ وہ مالک ہم سے راضی ہو جائے۔ شیخ الاسلام کا خطاب شب پونے 2 بجے ختم ہوا۔

ساتواں دن: ۲۶ رمضان المبارک 20 اکتوبر 2006ء

چھبیس رمضان المبارک، جمعۃ الوداع کا دن تھا۔ اس دفعہ چونکہ جمعۃ الوداع اور 27 ویں شب ایک ہی دن میں آئے اس بناء پر "شہر اعتکاف" کے معتکفین کی خصوصی طور پر تیاری کے پیش نظر معمول کی سرگرمیاں اور حلقہ جات کا انعقاد نہ ہوا۔ شیخ الاسلام کے خطاب سے قبل ہی مسجد کے صحن اور اردگرد کے تمام راستوں میں صف بندی مکمل ہو چکی تھی۔ معتکفین کے علاوہ باہر سے آنیوالے لوگوں کے لیے شہر اعتکاف کا مرکزی دروازہ کھول دیا گیا تھا۔ ہزاروں لوگ جمعۃ الوداع میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر حاضر تھے۔

خطاب جمعۃ الوداع

شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب اور جمعہ نشریات Qtv اور ARY سے براہ راست نشر ہوئیں۔ شیخ الاسلام نے آخرت کے موضوع پر اپنا خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ قیامت وہ دن ہوگا جب انسان کے تمام اعضاء اللہ کے حضور بطور گواہ پیش ہوں گے افراتفری کا عالم ہوگا۔ آپ نے سورہ یٰسین کی آیت کریمہ کا حوالہ دیتے ہوئے واضح کہا کہ اس دن ان کی زبانوں پر مہر لگا دی جائے گی۔ ہم روزمرہ زندگی میں جو غیبت، چغلی اور جھوٹ بولتے ہیں ہمارے اعضاء ان کی گواہی دینگے۔ قیامت کے دن ظالم کے ہر ظلم کا بدلہ اس کو چکایا جائے گا۔ مظلوم کی دادرسی کی جائے گی۔ اس کے لیے مظلوم کو ظالم کے اعمال سے نیکیاں دیدی جائیں گی۔ میزان کے پاس جانے سے قبل ظالم کے نیک اعمال بھی ختم ہو جائیں گے۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ ہماری زندگی نیکی اور بدی کا مجموعہ ہے۔ ہم نے نیکی کو گورکھ دھندا بنا دیا ہے۔ حج عمرہ صدقات اور دیگر ایسی نیکیاں ظالم کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے بلکہ یہ تو مظلوم کا وہ ادھار ہے جو وہ روز قیامت ادا کرے گا۔ میزان کے بعد مرحلہ صراط آئے گا۔ اس مرحلہ پر ہر شخص پل صراط سے گزرے گا۔ آپ نے احادیث مبارکہ کے حوالہ کی روشنی میں بتایا کہ نیکوکار لوگوں میں کچھ پلک جھپکتے، کچھ بجلی کی کڑک اور کچھ تیز آندھی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے۔ شیخ الاسلام نے دعوت فکر دیتے ہوئے کہا کہ لوگو آج ہم غور کریں کہ ہم نے پل صراط سے گزرنے کا کیا سامان کیا ہے۔ آج ہم کو دنیا کے مال و متاع اور حرص و لالچ سے نکلنا ہوگا۔ آخر میں شیخ الاسلام نے عقیدہ شفاعت کے تصور کو واضح کیا۔ اس حوالے سے آپ نے شفاعت کی مختلف صورتیں بھی بیان کیں۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے عربی میں خطبہ مسنونہ بھی خود پڑھا۔

ستائیسویں شب: شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب

ستائیسویں شب کے عالمی روحانی اجتماع کے لیے سٹیج کے ہنگامی انتظامات مغرب کی نماز کے شروع ہو گئے۔ مسجد کے صحن میں شیخ الاسلام کی نشست کے دائیں اور بائیں دو سٹیج تیار کیے گئے۔ نماز تراویح کے بعد روحانی اجتماع کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس موقع پر منہاج یونیورسٹی کے قاری ظہیر احمد نے تلاوت کلام پاک کی۔ بعد ازاں منہاج نعت کونسل حافظ عنصر علی قادری، محمد سرور صدیق، ظہیر احمد اور دیگر نعت خواں نے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔

پروگرام کا دوسرا مرحلہ جب شب 12 بجے شروع ہوا تو پروفیسر قاری مشتاق انور نے تلاوت قرآن کا شرف حاصل کیا۔ محمد افضل نوشاہی کی نعت کے بعد جانشین ضیاء الامت محترم پیر امین الحسنات شاہ نے خطاب کیا۔ صلوٰۃ التسبیح سے قبل نظامت دعوت کے علامہ ارشاد حسین سعیدی نے شیخ الاسلام کی نئی کتب کا تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں صلوٰۃ التسبیح باجماعت ادا کی گئی۔ صلوٰۃ التسبیح

کے بعد ناظم اعلیٰ ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے شیخ الاسلام کو خصوصی خطاب کی دعوت دی۔ شب 2 بجے شیخ الاسلام نے خصوصی خطاب شروع کیا۔ انہوں نے ''قلب سلیم'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ آپ نے سورہ الشعراء کی آیت کریمہ ''یوم لا ینفع مال وبنون....'' کی روشنی میں کہا کہ قیامت وہ دن ہے جب نہ کوئی مال اور نہ اولا دفائدہ دیگی اس دن نفع دینے والی صرف ایک چیز ''قلب سلیم'' ہوگی آپ نے فرمایا کہ قلب سلیم وہ دل ہے جو دنیا کی رغبتوں سے اچاٹ، شہوتوں، خواہشوں، آرزوؤں سے پاک ہوکر صرف اللہ کی محبت اور اللہ کی چاہت میں مشغول ہو۔ ایک طرف روح اور ایک طرف نفس ہے۔ دل ان دونوں کے درمیان ہے۔ دنیا کی لغزشوں، نفرتوں، کدورتوں، خواہشوں اور لالچ نے دل کو مریض بنادیا ہے۔ روح مالا اعلیٰ اور نفس دنیا کا نمائندہ ہے۔ روح اور نفس دونوں دل کو اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اگر نفس یہ جنگ جیت جائے تو دل مردہ ہوجاتا ہے اگر روح جیت جائے تو وہ دل قلب سلیم بن جاتا ہے۔ روح حکومت الٰہیہ اور نفس اپوزیشن ہے۔ صحت مند دل وہ ہے جو اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ قیامت کے دن وہی دل کام آئے گا جو قلب سلیم ہوگا دل کو صرف ''صحبت صالحہ'' ہی زندہ کرسکتی ہے۔ اس موقع پر آپ نے صحبتوں کا اثر واضح کرتے ہوئے کہا کہ لوگو! اگر تم عورتوں کی مجلس میں بیٹھو گے تو شہوت آئیگی، جوانوں کی مجلس میں بیٹھو گے تو کھیل تماشا اور لہو ولعب سیکھو گے۔ نیک لوگوں کے ساتھ ہوگے تو اللہ کی یاد آئے گی۔ علماء کے ساتھ بیٹھو گے تو علم آئے گا اور فقراء کی مجلس میں بیٹھو گے تو خدا کا شکر آئے گا۔

شیخ الاسلام کے خصوصی خطاب کے بعد شب کے آخری پہر میں لاکھوں افراد کا یہ اجتماع آہوں، سسکیوں کے سمندر میں بدل گیا۔ شیخ الاسلام خود التجائیہ انداز میں حرف ندا بیان کررہے تھے۔ معافی اور مغفرت کے طلب میں خصوصی دعا صبح 4 بج کر 10 منٹ پر ختم ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی آنسوؤں کی اس بستی میں یہ روحانی اجتماع بھی اختتام پذیر ہوگیا۔ لاکھوں شرکاء کے لئے سحری کا خصوصی انتظام بھی موجود تھا۔

آٹھواں دن: ۲۷ رمضان المبارک 21 اکتوبر 2006ء

ستائیسویں شب کے روحانی اجتماع کے بعد جامع المنہاج میں ایک روح پرور اور پر کیف منظر تھا۔ صبح کی پھوٹتی پو اور پر نور گھڑیوں میں آج نماز فجر کے بعد تسبیحات نے اس ماحول کو مزید معطر کردیا۔ دوسری طرف جامع المنہاج کے باہر اندرون ملک سے آئے ہزاروں شرکاء سحری کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہونے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ ظہر کے بعد مرکزی نائب ناظم اعلیٰ شیخ زاہد فیاض نے خصوصی نشست سے خطاب کیا۔ انہوں نے کارکنان کو دعوتی و تنظیمی انداز میں شیخ الاسلام کی دعوت اور تحریک منہاج القرآن گھر گھر پہچانے کے حوالے سے خصوصی بریفنگ دی۔ عصر کے بعد تنظیمی عہدیداران کی تربیتی نشست کا اہتمام تھا۔

نماز تراویح کے بعد شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب تھا تاہم یہ نشست صرف حدیث مسلسل بالمصافحہ اور انتظامی حوالے سے گفتگو تک محدود ہوگئی۔ اعتکاف کے انتظامی معاملات میں شیخ الاسلام نے معتکفین کے جذبہ اور لگن کی خاص طور پر تعریف کی۔ بعدازاں حدیث مسلسل بالمصافحہ کی روایت کے بعد آج کا سیشن شب 1:15 بجے ختم ہوا لیکن معتکفین کے انفرادی معمولات رات گئے بھی جاری تھے۔

اعتکاف کے بقیہ دو دن بھی انفرادی معمولات مرکزی قائدین کی ہدایات کی روشنی میں احسن طور پر سرانجام دیئے جاتے رہے۔ اجتماعی نشستوں سے تحریکی، تنظیمی اور فکری امور پر مختلف احباب نے سیر حاصل گفتگو کی۔ تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام یہ آنسوؤں کی بستی بلاشبہ رشکِ ملائک ہے اور یہ سب حضور قدوۃ الاولیاء سیدنا مرشدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی کے فیوضات اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی نیک صحبتوں اور سنگتوں کے سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے اس روحانی و علمی مرکز پر اپنی رحمتیں نچھاور فرمائے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علم و عمل، عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

❁❁❁❁❁❁